

آج ہی میلاد اقدس آفتاب الصدق کا

نور افشاں کا ستارہ کیوں نہ چمکے مثل ماہ

نور افشاں

آفتاب الصدق

حقیقی نور وہ تھا جو دنیا میں آ کے ہر ایک کو روشن کرتا ہی

جلد ۴۴ | ہر ہفتہ بروز جمعہ لودیانہ سے شایع ہوتا ہی ۲۰ دسمبر ۱۹۱۲ء | نمبر ۵۱

میلاد شریف

میلاد آج دوستو ہی پاک ذات کا
دیتا ہی مجرموں کو معافی کا وہ پیام
لو دیدیا ہی اُس نے معافی کا اشتہار
دریا کی مثل چلتی ہی عالم میں زندگی
ممکن ہوئی نجات گنہگار بشر کی
چمکا ہی نور آج جہاں میں جہان کا
ہوتے ہیں دور جھگڑے سبھی اونچ نیچ کے
کرتا گنہگار کو وہ پاک صاف ہی
رستہ راز جو کہ تھے لاحل پڑے ہوئے
اعجاز ہی کلام میں اُس کے بھرا ہوا
بامد ہو کر آتا ہی منصف جہان کا

اُس کلمہ وحید کا جامع صفات کا
رستہ کھلا ہی آج طریق الحیات کا
عالم میں شور مچ گیا اُسکی نجات کا
اب ذکر ہو بھلا کہاں روح کی ممات کا
اب تذکرہ بھلا کہاں ناممکنات کا
اندھیرا دور ہو گیا دیکھو ہی رات کا
جاتا رہیگا تذکرہ سب ذات پاک کا
دیتا ہی درجہ اسکو الٰہی صفات کا
حل آج ہو گیا ہی سبھی مشکلات کا
بے حد و بے حساب بیان معجزات کا
لیگا حساب آ کے سب حاصلات کا

آیا ہی چاہتا ہی وہ جاہ جلال سے
دل سے یقین کیجئے واعظ کی بات کا

پیدائش مسیح

گل گل شگفتہ ہی چمن روزگار آج
شمشاد اور سرو و صنوبر بھی باغ میں
حق ترہ کی دیتی ہیں آواز قمریاں
دیکھا جو بند غنچہ منقار عندلیب
گرتے ہیں طشت اوج فلک سے جو یہ نجوم
آ کر پڑا جو سایہ درختوں کا دھوپ میں
ہر جان عالم انجمن آرائے باغ دہر
ذرہ سے آفتاب ہوا ہمکنار آج
دیکھا ہی رات نور گڈریوں نے خالبا
پورب سے آئے ہیں یہ مجوسی جو دوڑ کر
سجدہ کیا زمیں پہ فلک احتشام کو
روشن ہوں جس سے دیدہ کوسی کی تیلیاں
جس کے فرس نے عرصہ کفارہ طے کیا
لاچار ہی تو چارہ بیچارگاں پہ تو
شفاف کر کہ چہرہ انور ہو منعکس
ستار و پردہ پوش ہی ابن خدا کا نام

کھیا گدگدا رہی ہی نسیم بہار آج
استادہ صف بصف ہیں بنائے قطار آج
گاتی ہیں بلبلیں بھی ہزاروں ہزار آج
خنداں ہی گل چمن میں سر شاخسار آج
گردوں نثار ہی دُرِ شاہوار آج
دیوار باغ پر بھی ہیں نقش و نگار آج
ہوا از نگار بیت لحم کیوں نہ یار آج
آئے زمیں پہ عیسیٰ گردوں وقار آج
کافور صبح دم ہی شب شکبار آج
تارے نے آسماں سے دیا اِنکو تار آج
گنتا ہوا البندہ افتخار آج
وہ ہی چراغ طور دل داغدار آج
آیا ہی بال اٹھائے ہی شہسوار آج
ایمان و جان و روح و بدن کر نثار آج
باقی رہے نہ دل میں کسی سے غبار آج
رکھیگا وہ ہی لاج نہ ہو شرمسار آج

منت کے پاس دولت دنیا نہ ہو نہ ہو
کم ہو نہ اہل زر سے خوشی ای جان نثار آج



کرسمس ۱۹۱۲ء

۱۹۱۲ سن عیسوی ختم ہونے کو ہی اور آج اس سن کی ۲۵ دسمبر کا وہ دن مبارک ہی جس کی دھوم عیسوی دنیا یا مسیحی کلیسیا میں اور تمام خاندانوں میں مچی ہوئی ہی۔ سچ مچ اُس بڑی نجات کے متعلق جو دنیا کو ہمارے خداوند یسوع مسیح کے وسیلے سے ملتی ہی یہ دن بڑی بھاری یادگاری کا ہی اگر ایسا دن نہ ہوتا کہ جس میں نجات دہندہ اِس دُنیا میں نہ آتا تو اس دُنیا کی نجات کا معاملہ ہرگز ہرگز طے نہ ہوتا۔ اس دن کا آنا گویا نجات کا آنا ہی۔ تو کیا یہ کوئی ہلکی یاد ہی؟ کیا اِس سے بڑھکر کوئی دوسرا معاملہ ہوسکتا ہی؟

اگرچہ اسکو ۱۹۱۲ برس ہونے کو آئے ہیں مگر تاہم یہ ہمیشہ تازہ واقعہ ہی۔ اور سال بہ سال اسکو تازہ کرنا اور خوش ہونا اور خوشی منانا لازم و ضروری ہی۔ یہی سبب ہی کہ مسیحی جماعتیں فراہم ہوکر اس دن شکرگذاری کے ذبیحے گذرانتی اور حمد و ثنا کے گیتوں سے اپنی خوشی کا اظہار کرتی ہیں +

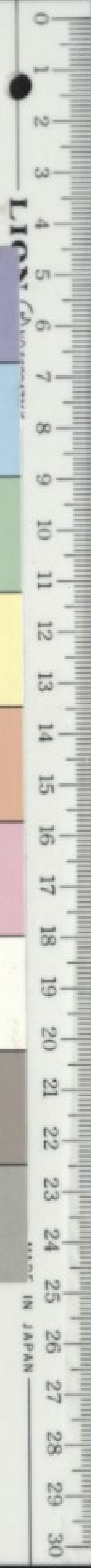
اے مسیحی بھائیو اور بہنو آج اپنے آسمانی باپ کے آگے خوشی سے نعرے مارو اور اس کے نام کی جو بلاؤ جوق جوق اُسکی عبادتگاہوں میں فراہم ہو اور روحانی گیتوں اور غزلوں سے اسکی مدح سرائی کرو۔ کیونکہ اُس نے اپنے فضل سے بڑی نجات بخشی ہی جو اُس نے اپنے پیارے بیٹے یسوع مسیح کے وسیلے سے تیار کی ہی۔ اس کے لئے خوش ہو اور خوشی مناؤ +

ناظرین نور افشاں کو کرسمس ڈے مُبارک ہو

اس مبارکبادی سے ہم کسی کو بھی خواہ وہ مسیحی ہو یا غیر مسیحی ہو خارج نہیں کرتے۔ کیونکہ یہ مژدہ نجات کسی ایک قوم کے لئے مخصوص نہیں ہی بلکہ یہ کل عالم کے لوگوں کے لئے ہی پر یہ مفید صرف اُن کے لئے ہوگا جو اس نجات دہندہ پر ایمان لاکر اس سے نجات کا فیض حاصل کرینگے اور اس کی یادگاری میں شریک ہونگے۔ پر جس حال میں کوئی نہیں جانتا کہ کون کس وقت اُس کا شاگرد ہوکر اُس کی مقدس جماعت میں شامل ہوگا اور نجات حاصل کریگا اِس لئے سب لوگوں کے لئے یہ مبارکبادی تیار ہی کہ جو سنے اور اُسکو قبول کرے وہ نجات کی برکت فوراً حاصل کرے اِس لئے آج ہم سب کو اس مبارک دن میں یاد دلاتے ہیں کہ آج کرسمس ڈے ہی اور یہ مبارک دن ہی جو سب کے لئے برکت لایا ہی۔ اِس لئے یہ دن کرسمس ڈے مبارک ہی کیونکہ دنیا کا شفیع و منجی اس دن دنیا میں آیا تھا اور اِس لئے یہ یادگار دنیا کی تمام یادگاروں میں سب سے افضل ہی۔ جس قدر نجات کا معاملہ دنیا کے تمام دھندوں سے اعلیٰ تر ہی اسی قدر یہ دن سب دنوں سے بہتر یادگار ہی۔ اِس لئے سب ہمارے ساتھ اس خوشی میں شامل ہو +

ہمارا صرف ایک دن کرسمس ڈے ہی

ہم عیسائی لوگ دوسرے مذاہب کے لوگوں کی طرح بہت سے دن و تہوار نہیں مانتے جیسا کہ ہر ایک مذہب قوم میں بہت سے دن مانے جاتے ہیں لیکن ہم صرف ایک دن بطور یادگار کے مانتے ہیں۔ اور وہ بھی بطور خاص عبادت کے۔ اگرچہ اس دن میں آپس کی محبت کی دعوتوں اور تحائف دینے کا رواج بھی ہوگیا ہی۔ مگر اس دن میں اور کسی قسم کی ناجائز خوشی اور تماشہ روا نہیں رکھتے ہیں۔ اور نہ ہی یہ امر جائز قرار دیا جاتا ہی کہ کسی قسم کا نشہ پی کر متوالے ہوں۔ اور دیگر نفسانی خوشیوں اور دل لگیوں ہی میں اس دن کو صرف کریں۔ بلکہ مناسب سمجھا جاتا ہی کہ اپنے نجات دہندہ کی یادگاری کی عبادت جماعتی طور پر ملکر کریں۔ اور شکرگذاری کے ذبیحے گذرانکر اسکی یاد کو تازہ کرتے رہیں۔ سچ مچ یہ دن یادگاری کے لحاظ سے ایک بڑا دن ہی۔ کیونکہ اس دن جہان کا بچانے والا دنیا کا منجی اور شفیع خدا کا کلمہ۔ دوسرا اقنوم مجسم ہوکر اس دنیا میں ظاہر ہوا۔ گویا اُس نے جامہ انسانی کو پہنکر انسان کی شکل و صورت اختیار کی اور بطن مریم سے پیدا ہوا۔ اُس نے جو خدا کی ذات اور اُس کی ماہیت کا نقش تھا اپنی شاہانہ شان کو چھوڑ کر ادنیٰ درجہ انسان بننے کا اختیار کیا۔ خالق نے مخلوق کی شکل لی۔ حاکم نے محکوم کی صورت اختیار کی۔ صاف معنوں میں خدا مجسم ہوا جو کلام ہوکر ازلی اور خدا کی ذات تھا۔ اس سے بڑھکر زیادہ بڑا دن یادگاری کا کونسا ہوسکتا ہی؟ یہ دن اصلی معنوں میں بڑا دن ہی۔ جس میں ایک بڑا کام کرنے والا اس دُنیا میں آیا تھا جس کا اسم مُبارک یسوع مسیح ہی +



عالمِ بالا پر خدا کی تمجید

جس وقت کہ بنی آدم کو اپنی نجات کا بڑا معاملہ ابھی بخوبی معلوم نہ تھا۔ گرچہ اُس کی بابت مختلف پیشگوئیاں ہو چکی تھیں پر یہ نجات دہندہ ابھی تک ظاہر نہ ہوا تھا۔ لیکن فرشتوں کو یہ پوری حقیقت معلوم تھی اور وہ بنی آدم کی نجات کے چشمہ کے دنیا میں آنے سے واقف تھے۔ چنانچہ وہ اُس کی پیدائش کے دن بڑی خوشی سے بھر جاتے اور حمد و ستائش کے آوازے بلند کرتے ہیں۔ اور آسمان کو خدا کی حمد و تعریف سے گونجا دیتے ہیں اور فرشتوں کے لشکر اس مبارک خوشی میں شریک ہوتے ہیں۔ آہا! یہ کیسا خوشی اور شادمانی کا موقعہ ہے۔ جبکہ ہلاکت تک پہونچے ہوئے بنی آدم کے بچانے کے لئے مبارک موعودہ نجات دہندہ دنیا میں آتا ہے۔ اور فرشتے اُس کی آمد پر خوشیاں مناتے ہیں پر دنیا کے لوگوں کو اس کی پوری خبر نہیں ہے۔ صرف مریم کو اس کی خبر ہے۔ کیونکہ اُس کو فرشتے کی معرفت خبر مل چکی ہے۔ اب گڈریوں کو خبر ملتی ہے۔ اور پھر مجوسیوں کو اُن کے علم سے پتہ لگتا ہے اور اس طرح سے دنیا پر کچھ روشنی اس نجات دہندہ کی پہونچتی ہے۔ پر آج وہ پیدا ہوا ہے کہ جس کی خبر تمام دنیا کے ملکوں میں پہونچائی جائے گی۔ اگرچہ وہ اب نامعلوم اور گمنام ہے۔ پر ضرور وہ مشہورِ آفاق ہو جاوے گا۔ ابھی وہ بچہ ہے۔ پر یہ خبر دینی ضرور ہے کہ وہ موعودہ نجات دہندہ ہے۔ جس کے لئے آسمان پر خوشی ہو رہی ہے زمین پر بھی ہونی چاہئے۔ پر زمین پر صرف ایک گھر میں خوشی ہے اور وہ بھی ایک غریب اور غریب گڈریوں کو بھی معلوم ہو گیا ہے۔ پر دوسرے دنیا کے لوگ اس سے بے خبر ہیں کہ آج کیسا بڑا واقعہ ہوا ہے۔ کہ دنیا کا نجات دہندہ پیدا ہوا ہے۔ خیر اس بات کا جتانا ضرور تھا۔ کہ موعودہ نجات دہندہ اب آگیا ہے۔ جس کی اتنے زمانوں سے انتظاری تھی اب مجسم ہو گیا ہے۔ اس لئے اب آسمان پر خدا کی اس رحمت کے بڑے کام کے لئے تعریف ہو رہی ہے اور یہ تعریف اور تمجید بالکل با موقعہ ہے۔ اور ضرور ہے کہ اب ایسی تعریف کرنے کا تمام عالم کے لوگوں کو موقعہ ملے۔ اور وہ آج حاصل ہے۔ اب دنیا کے مسیحی تعریف کریں جیسا کہ عالم بالا میں تعریف ہوئی تھی۔

مولودِ مقدس

یہ مولودِ مقدس دراصل انسان نہ تھا۔ بلکہ اُس نے انسانی جامہ اختیار کر لیا تھا جس کی وجہ مقبول بنی انسان کی نجات تھی۔ انسان کی گری ہوئی حالت کو بحال کرنے کے لئے وہ آسمان سے آیا تھا۔ وہ زمینی مخلوق نہ تھا۔ بلکہ وہ تمام چیزوں کا پیدا کرنے والا کلام تھا۔ جس کے بغیر ایک چیز بھی موجود نہ ہوئی تھی۔ وہ ازلی اور ابدی اور اول اور آخر خدائے قادر ابدیت کا باپ اور سلامتی کا شہزادہ جس کی شان کی نسبت نبیوں کے صحیفے پہلے سے بھرے ہوئے موجود ہیں۔ پیشتر اس کے کہ یہ مقدس مجسم ہو کر دنیا میں ظاہر ہو تمام عجیب و غریب باتیں اُس کی نسبت زمانوں پہلے لکھی گئی تھیں۔ اور یہ ان تمام باتوں کا پورا کرنے والا ہو کر بنی آدم کا بچانے والا ثابت ہوا۔ اور اگر وہ نہ آتا اور یہ بڑے کام انجام نہ دیتا تو ایک بھی بنی آدم میں سے نجات نہ پاتا۔ بلکہ سب ہلاک ہو جاتے۔ اس لئے مبارک ہے آج کا دن جو اس کے مولودِ مقدس کی یادگار کا دن ہے۔ جو فرشتوں نے اس دن کو مبارک کہا اور آسمان پر شادیانہ بجائے۔ اور نہایت ضرور ہے کہ ایمان دار جن کے لئے وہ مجسم ہو کر نجات کا باعث ہوا بلند آوازوں سے اس کی مدح سرائی کرتے ہوئے خوشی منا دیں۔ کیونکہ اب اس کے مبارک مولود کے سبب سے اُن کو ازسرِ نو زندگی اور بحالی نصیب ہوئی ہے۔ اس لئے ایسے مبارک یاد کے موقعہ پر جتنی بھی خوشی اور شادمانی منائی جائے تھوڑی ہے۔ اس لئے اے مسیحی بھائی بہنوں آؤ آج اس مبارک دن میں جوق جوق جمع ہو کر ہم شکرگزاری اور تعریف کے آوازے بلند کریں تاکہ دنیا کے لوگ بھی ہمارے خداوند کی حقیقت سے آگاہ ہو جاویں اور اُس کا جلال ہو۔

مبارک ماں

چونکہ یہ پیشین گوئی تمام یہودیوں کو بخوبی معلوم تھی کہ سلطان بلکہ سلطانوں کا سلطان مسیح موعود دنیا میں پیدا ہو گا اس لئے ہر ایک گھرانے میں یہ خواہش موجود تھی کہ کاش وہ نجات دہندہ ہمارے خاندان میں ظاہر ہو۔ اور جب فرشتگان نے آسمانی خبروں سے مریم صدیقہ کو اور دوسرے لوگوں کو مطلع کیا کہ وہ موعود آج فلاں گاؤں میں اور فلاں گھر میں پیدا ہوا ہے۔ تو بڑی خوشی ہوئی۔ اگرچہ وہ خوشی محدود اور گمنام سی تھی۔ کیونکہ وہ ایک غریب بڑھئی کے خاندان میں ایک کنواری نوجوان لڑکی مریم نامی کے بطن سے جسمِ انسانی لیکر دنیا میں حاضر ہوا تھا۔ لیکن آسمان اس خوشی سے منور ہو رہا تھا۔ اور فرشتوں کی جماعتیں خوشی کرتی اور ہوشعانہ گاتی ہوئی نظر آئیں۔ کیا ایسی حالت میں وہ ماں مبارک نہیں ہے؟ سچ مچ وہ مبارک ہے۔ بلکہ تمام دنیا کی عورتوں میں مبارک ہے۔ جیسا کہ فرشتہ نے قبل از پیدائش اس لڑکے کی خبر دی تھی اور الیشباع نے اُس کو اور اُس کے پیٹ کے پھل کو مبارک کہا تھا۔ آج اتنے برسوں اور صدیوں کے بعد یہ بات صاف ظاہر ہو رہی ہے کہ درحقیقت وہ ماں مبارک تھی کہ جس کے بطن سے وہ پیدا ہوا تھا جس کا چرچہ آج تمام عالم میں پھیل رہا ہے۔ اور نہ صرف یہ بلکہ بڑے بڑے عظیم الشان بادشاہ اس مقدس نجات دہندہ کے سامنے اپنا سرِ تسلیم خم کرتے ہیں اور مریم کو مبارک کہتے اور مانتے ہیں۔ کونسا ملک ہے کہ جہاں اس مبارک ماں کی یاد مسیحیوں میں نہیں کی جاتی۔ مریم نے خود اس بات کو بڑے [illegible] سے اپنی زبان سے فرمایا تھا کہ "اب سے تمام زمانوں کے لوگ مجھ کو مبارک کہیں گے"۔ اور دوسرے ترجمہ میں "پشتیں مبارک کہینگی"۔ اور اس کی یہ بات اب بھی

ہو رہی ہے۔ اور سچ مچ وہ مبارک ماں ہے۔ جسکا بچہ دنیا کا نجات دہندہ ہے۔

صلح! صلح!! صلح!!!

اس بچے کی پیدائش کے وقت آسمان پر فرشتوں نے خوشی کرتے ہوئے اور خوشی کے نعرے مارتے ہوئے بلند آواز سے بتایا کہ زمین پر اب صلح آگئی ہے۔ کیونکہ اس مولود مقدس کے بغیر اس دنیا میں ایک بڑا جنگ ہو رہا تھا جس میں بے شمار جانیں ہلاک ہو رہی تھیں۔ پر اس وقت صلح کا بانی پیدا ہوا جس نے جانوں کے بچائے جانے کا طریق پیدا کیا اور صلح کا پیغام جاری کروایا۔ کیونکہ ان فرشتوں کو معلوم تھا کہ اب شیطان کی حکومت اور اس کی مخالفت اور گناہ کا زور جاتا رہیگا جس کے نتیجہ سے زمین پر صلح اور سلامتی کا زمانہ آجاویگا۔ اگرچہ اس خوشی میں فرشتوں کا اپنا ذاتی فائدہ نہ تھا۔ پر وہ بنی انسان کی بہتری اور بھلائی کو دیکھکر خوش ہوئے اور یہ مژدہ سنانے کے لئے آمادہ ہوگئے۔ اب مسیحیوں کا فرض ہے کہ اس موقعہ پر اس بڑی برکت صلح و سلامتی کیلئے جو خداوند یسوع مسیح سے حاصل ہوئی ہے۔ اس مبارک دن کی یاد میں بڑی خوشی اور شادمانی کریں اور دوسرے لوگوں کو خبر دینے میں فرشتوں کے ہم خدمت ہو جاویں۔ کیونکہ زمین پر صلح آگئی ہے۔ اور وہ صلح کے فرزند ہیں۔

کرسمس ڈے کا مژدہ

زمین پر سلامتی

لوقا ۲/۱۴

اگر تمام دنیا کی حالت پر ایک نظر وسیع ڈالکر دیکھا جائے تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ ایک بے چینی اور جنگ و جدل اور پریشانی اور بربادی کا نظارہ اس دنیا میں چار طرف پھیلا ہوا نظر آتا ہے۔ اور چہار سو موت ہی موت اور بیحد خطرناکی اور خرابی نظر آتی ہے۔ اگر صحیح معنوں میں دیکھو تو یہ موجودہ دنیا گناہ کے سبب سے بربادی کا افسوسناک نظارہ بن رہی ہے۔ گناہ کی خرابیوں اور سزاؤں سے اُس کی حالت از حد ناگفتہ بہ ہو رہی ہے۔ ایسے وقت میں اگر اس بربادی کے تختے کو الٹنے والا ظاہر ہو تو کتنی بڑی خوشی کی بات ہے۔ اور یہی موقعہ ہے کہ وہ مولود مقدس دنیا میں پیدا ہوا ہے کہ جو زمین پر صلح اور سلامتی لایا ہے۔ کیونکہ وہ سلامتی کا شہزادہ ہے۔ اگرچہ اب ۱۹۱۲ء ہے پر آج اس سال کی یہ وہ تاریخ ہے۔ جس میں وہ دنیا میں مجسم ہوا تھا۔ جس کے سبب سے زمین پر سلامتی آئی تھی۔ کیونکہ مجسم ہو کر اور دنیا میں آکر اپنی جان کفارے میں دیکر اس نے انسانوں کی جانوں کو سلامت کیا اپنے کو اُن کے عوض میں خطرے میں ڈالا۔ مگر پھر زندہ ہوا اور اس طرح سے اب تک موجود ہے اور اب اس کے ذریعے سے خدا نے بنی آدم کو جو اس کے وسیلے سے بچنا چاہے بچایا ہے۔ کیونکہ اس کے وسیلے سے خدا کی

آدمیوں سے رضامندی

لوقا ۲/۱۴

ہوئی ہے۔ اس رضامندی کو حاصل کرنا صرف دو شرطوں پر موقوف رکھا گیا ہے۔ (۱) توبہ کرو (۲) ایمان لاؤ۔ اور یہی آج کا مژدہ ہے۔ زمین پر سلامتی آگئی ہے۔ جو توبہ کرے اور ایمان لاوے اس کے ساتھ خدا رضامند ہو گیا ہے۔ اور وہ ہلاک نہ ہوگا بلکہ ہمیشہ کی زندگی کا حقدار ہے۔ آہ! یہ کیسا بڑا مژدہ ہے۔ کون اس کو آج قبول کریگا؟

مراسلات

عجیب لڑکا

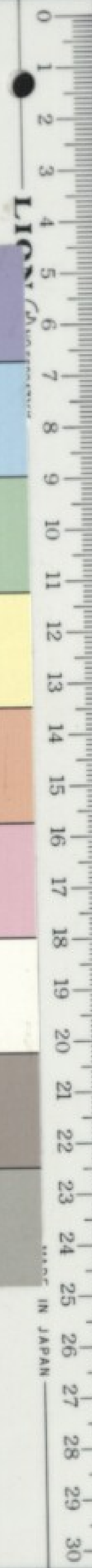
آج میرا ارادہ ہے کہ یہودیہ دیس کے شہر بیت اللحم کو چلوں۔ جو داؤد بادشاہ کا شہر کہلاتا ہے۔ اس کی بابت عجیب خبر عالم میں پھیلی ہوئی ہے۔ جس کے سبب سے وہ چاردانگ عالم میں مشہور ہے۔ لاکھوں نفوس کی آبادی کے شہر دنیا میں ہیں۔ جن کے نام بھی معلوم نہ ہونگے۔ کس کو معلوم ہے کہ رستم پہلوان کہاں پیدا ہوا تھا؟ کس کو خیال ہے کہ نپولین کی جائے پیدائش کہاں تھی؟ ہندوستان کے لوگ جانتے ہیں کہ کرشن متھرا میں پیدا ہوا تھا۔ مگر روس و چین و امریکہ میں کون جانتا ہے؟ مگر آج بیت اللحم جس کی آبادی غالباً دو ڈھائی ہزار سے زیادہ نہ ہوگی۔ اس کی شہرت نئی اور پرانی دنیا میں علما اور جہلا میں یکساں ہے۔ اس شہر میں کیا خوبی ہے۔ شہر کیوں ایک معمولی گاؤں؟ اس شہرت کی کوئی نہ کوئی وجہ تو ضرور ہے۔ آپ بھی میرے ساتھ چلیں۔ وہاں جاکر دریافت کریں کہ اس کی شہرت کس باعث سے ہے؟

آیئے اس سرا میں ٹک جاویں۔ ہمارا یہاں واقف تو کوئی نہیں۔ مگر کسی نہ کسی سے پتہ لگ جاوے گا کہ یہ جو ٹوٹا پھوٹا چھوٹا سا گاؤں ہے۔ کیونکر اس کے دید کا مشتاق شہنشاہ روس۔ شہنشاہ جارج۔ عمانوئیل شاہ روم۔ شہنشاہ جرمنی یہ سب کیوں اس کی خاک کو اپنے تاج کی زینت سمجھتے ہیں؟ وہ دیکھئے ایک فقیر لمبا جبہ پہنے ہاتھ میں ایک صلیب لئے ہوئے بزرگانہ صورت میں آرہا ہے۔ اس سے پتہ لگ جائے گا۔

ہم۔ سلام بابا!

فقیر۔ خوش رہو۔

ہم۔ بابا ہم بہت دور دراز ملک سے یہاں آئے ہیں۔ ہمارے



ملک میں اس گاؤں کی بڑی شہرت ہے۔ کہتے ہیں کہ جہان میں اس کے برابر کوئی مقام۔ کوئی مکان۔ کوئی جگہ۔ کوئی قصبہ یا شہر نہیں۔ ہمیں تو یہاں آکر کچھ بھی نہیں معلوم ہوا۔ کیا آپ مہربانی سے ہماری حیرانی کو دور کر سکتے ہیں؟

فقیر۔ بابا یہ داؤد کا شہر کہلاتا ہے۔ اس کے وقت میں اس کی بڑی رونق تھی۔ آہستہ آہستہ گردش زمانہ سے اس کی یہ حالت ہوگئی ہے کچھ عرصہ بعد یہ بھی نہ رہیگا۔ مگر اس کی شہرت بجائے گھٹنے کے بڑھتی رہیگی۔ تمام دنیا نیست ہو جائے گی کسی کا نام ونشان نہ رہے گا۔ مگر بیت الحم کا ستارہ ابد الآباد تک چمکتا رہیگا۔

ہم۔ سائیں آپ نے تو ہماری حیرانی کو اور بھی بڑھا دیا۔ مہربانی سے معموں میں بات نہ کریں۔ ذرا صاف لفظوں میں اس کی شہرت اور ابدی یادگاری کا سبب بتا دیں کہ ہماری تسکین ہو۔ ہم جو اس قدر دور دراز ملک سے آئے ہیں اپنی مراد کو پہونچیں

فقیر۔ آپ جلدی نہ کریں۔ میں سب کچھ آپ کو بتاتا ہوں۔ آپ ذرا مہربانی سے صبر کریں۔ اس کی شہرت کی وجہ ایک عجیب بچہ ہوا ہے۔ اگر آپ میرے ساتھ دو ہزار برس پیچھے کے زمانہ میں چلیں۔ تو آپ کو اس عجیب بچہ کا حال معلوم ہوگا۔ تب آپ جانینگے کہ واقعی یہ گاؤں تمام جہان کے شہروں پر فوق رکھتا اور اس کی شہرت بے وجہ نہیں۔ ذرا غور سے سنئے کہ جب سلطنت روما میں عالم شباب پر تھی۔ اور قیصر اگستس تھا تو اس نے حکم دیا کہ اس کی سلطنت کی مردم شماری ہو۔ ہر ایک شخص اپنے جدی شہر میں جاکر اپنا نام لکھا دے۔ انقلاب زمانہ سے داؤد کی شاہی تو جاتی رہی۔ مگر خاندان اور نسل موجود تھی۔ سو داؤد کی نسل کو جہاں کہیں وہ تھے اس شہر میں آنا پڑا۔ شہر میں اس واسطے کہتا ہوں کہ اس وقت اس کی کسی قدر شہر کی صورت تھی۔ اس قدر ہجوم بیت الحم میں ہوگیا کہ مسافروں کو جگہ نہ ملتی تھی۔ مسافر خانے۔ غریب خانے۔ تمام مسافروں سے اٹ گئے۔ ایک قافلہ جلیل کے شہر ناصرت سے یہاں آیا۔ ان میں خاندان داؤد سے صحیح النسب ایک مرد یوسف نامے اور اس کی منگیتر مریم تھے۔ چونکہ کہیں سرا میں جگہ نہ ملی۔ آخر لاچار وہ اس اصطبل میں ٹھہرے۔ وہ جو آپ کے سامنے ہے۔ جس کے اندر آج ہیرے اور جواہرات چمک رہے ہیں جو شاہوں نے نذر کر گئے ہیں۔ آج اس اصطبل کی شان بالمورل محل اور شاہی قصروں سے بالا ہے۔ اگر آپ مجھے اجازت دیویں تو میں یہ کہنے کی جرات کروں کہ یہ اصطبل عرش بریں کے لئے رشک کا باعث ہے۔

جب وہ مقدسہ بی بی مریم یہاں آئی تھی تو حاملہ تھی۔ اس مصیبت کے وقت مسافرت۔ غریبی۔ جگہ کی تنگی۔ وہ بیتابی اس قدر ہجوم میں کون کسی کا حال پرساں تھا لیکن ایک عجیب واقعہ ہوا کہ وہ سامنے میدان میں جس کو آپ دیکھ رہے ہیں۔ جہاں کسی زمانہ میں داؤد بادشاہ اپنے گلے چرایا کرتا تھا۔ چوپان اپنی بھیڑوں کی خبرداری کر رہے تھے۔ رات کا پچھلا پہر ہوگا تاریکی کا عالم۔ ستارے چمک رہے تھے۔ آسمان صاف تھا۔ دفعتہ چکاچوند کر دینے والا ایک نور آسمان سے ایسا چمکا کہ چوپانوں کی آنکھوں میں اندھیرا چھا گیا۔ خوف و دہشت نے انہیں ایسا پکڑا کہ بے جان ہو کر منہ کے بل گر گئے۔ اتنے میں آسمان سے ایک فرشتہ ظاہر ہوا۔ جس نے ان کو یہ تسلی کے کلمات کہے کہ خوف مت کرو۔ ہراساں مت ہو۔ دیکھو میں تم کو ایک بڑی خوشی کی خبر دینے آیا ہوں کہ داؤد کے شہر میں آج تمہارے لئے ایک نجات دینے والا پیدا ہوا۔ وہ مسیح خداوند ہے۔ یہ سنکر ان کی جان میں جان آئی ہوش سنبھالا سنبھل کر کھڑے ہوگئے۔ اتنے میں کیا دیکھتے ہیں کہ آسمانی فوج یعنی ملائک کا ایک لشکر یہ گیت گاتا ہوا اتر آتا ہے۔

تمجید آسماں پہ زمیں پر سلامتی۔
خلق خدا میں میل کی ہووے پکار آج

فرشتے تو یہ گیت گاتے ہوئے آسمان پر چلے گئے۔ اب ان گڈریوں نے بیٹھ کر اس عجیب رویت پر کونسل کی اور فیصلہ کیا کہ چلو تو شہر میں چلیں۔ وہ ایسا کون عجیب غریب بچہ پیدا ہوا ہے۔ جس کی پیدائش کی خوشی آسمان پر بھی ہے۔ پس وہ اٹھ کر اس کی تلاش میں چلے۔ فرشتہ نے ان کو پتہ دیدیا تھا کہ تم ایک بچہ کو چرنی میں پڑا کپڑوں میں لپٹا ہوا پاؤ گے۔ چرنی کا پتہ صاف کہہ رہا تھا کہ وہ غریب بچہ اصطبل میں ہوگا۔ پس وہ آئے اور اس اصطبل میں داخل ہوئے۔ انہوں نے فرشتے کی خبر کے مطابق اس بچہ کو اس کی والدہ مریم کے ساتھ چرنی میں پایا۔ اس کو سجدہ کیا اور تمام ماجرا کہہ سنایا۔ اور اس ماجرے کا چرچہ سب جگہ کرتے پھرے۔ بس میرے عزیزو یہ شہر اس عجیب بچہ کی پیدائش کی جگہ ہے جو گرچہ دنیا میں کس مپرسی کی حالت میں پیدا ہوا مگر اس نے دنیا میں وہ کام کیا کہ کوئی نہ کر سکا وہ عالمین کا منجی ہوا۔ آج وہی مسیح جو عجیب و غریب بچہ کی صورت میں یہاں ظاہر ہوا تھا۔ سارے جہان کا بادشاہ ہے۔ تمام یورپ کے شہنشاہ آج اپنے تاج اس کے قدموں کی خاک پر رکھنا اپنا فخر سمجھتے ہیں۔ کسی کو اس کے آگے دم مارنے کی جا نہیں۔ جو کام دنیا میں اس نے کئے ہیں۔ اور اب تک کر رہا ہے سب عجیب ہیں۔ اس کی ہر ایک بات عجیب ہے۔ اس کی پیدائش عجیب ہے۔ اس کی تعلیم عجیب ہے اس کے کام عجیب ہیں۔ اس کی موت عجیب ہے۔ اس کی قیامت عجیب ہے۔ اس کا دنیا سے آسمان پر صعود فرمانا عجیب ہے۔ اور جو کام وہ اس وقت قوموں میں کر رہا ہے۔ سب کچھ عجیب ہے۔ اگر آپ زیادہ حالات معلوم کرنا چاہیں تو یہ چھوٹی سی کتاب آپ مجھ سے لے لیں۔ اس میں آپ کو سب حال معلوم ہو جائیگا۔ یہ کتاب خدا نے خود لکھوا کر دنیا کو دی ہے۔ ہر جگہ یہ مل سکتی ہے۔ میں آپ کو مفت دیتا ہوں۔ کیونکہ مجھے مفت ملی ہے۔ اور اسی عجیب کا فرمان ہے کہ مفت پایا مفت دو۔ آپ بھی اپنے دوستوں سے کہیں کہ وہ بھی آکر بیت الحم کی سیر کریں کہ میں ان کو بھی اس عجیب بچہ کا حال سناؤنگا۔

ہم۔ آپ کی مہربانی۔ خداوند اور وہ عجیب و غریب آپ کو جزائے خیر دے۔

واعظ سیٹھی صاحب چلو ذرا بیت اللحم کی سیر کر دیں۔ میں آپ کو میلاد مبارک کی مبارکباد دیتا ہوں۔ حقیقی وطن کی یاد اب ہر وقت گدگدا رہی ہے۔ مسافرت سے سیری ہو چکی ہے۔ فی امان اللہ

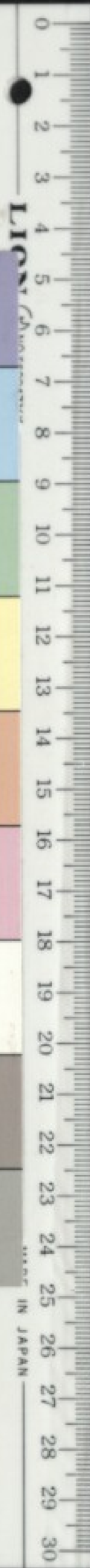
ہوائے کوئے تو از سر نمے رود مارا
غریب را دل آوارہ در وطن باشد

آپ کا خادم - واعظ

بیت اللحم کا ستارہ

بابل کا مشہور اور زبردست بادشاہ بنوخودنظر جب کنعان سے بنی اسرائیل کو اسیر کر کے گیا تو انہیں بابل میں جا بسایا۔ یہ جلاوطن یہودی جن میں عالم فاضل ربی شہزادے اور دیگر عام و خاص لوگ تھے۔ بابل و فارس میں جا بجا پھیل گئے۔ چونکہ بت پرستی کی وجہ سے خدا نے ان کو جلاوطنی کی سزا دی تھی۔ یہ سزا ان کے واسطے ایسی کارگر ہوئی کہ وہ ہمیشہ کے واسطے بت پرستی کو چھوڑ بیٹھے۔ ان غیر ممالک میں انہوں نے سچے خدا کی عبادت کو نئے سرے سے تازہ کیا۔ ہر جگہ ان کے ربی اور انبیا توریت کے عامل اور واعظ موجود تھے۔ سب جگہ اپنے بزرگوں کا اور تواریخ کا تذکرہ کرتے تھے۔ اور اس سنہلی زمانہ کی یاد کو ہر وقت تازہ رکھتے تھے جبکہ سلامتی کا شہزادہ آکر انہیں پھر نئے سرے سے بحال کریگا۔ اس سلامتی کے شہزادہ کی بابت اپنی روایتوں سے توریت سے اور انبیا کی پیشگوئیوں سے ان کے خیالات عام و خاص میں پھیلگئے۔ بلعام کی نبوت کا بیان اسی زمانہ میں ان کے زبردست مشہور ہوگیا۔ کہ اسرائیل سے ایک ستارہ نکلیگا اس کو اس زمانہ کے علمائے لفظی طور پر سمجھا اور فارس کے اسٹرونمر منجم جو اجرام فلکی کے علم سے ماہر تھے۔ ستاروں کی دیکھ بھال میں لگے رہتے تھے۔ جس طرح سے آجکل شاہی نجومی رصد خانہ بنوا کر آسمان پر دوربین لگائے بیٹھے رہتے ہیں ویسے ہی اس زمانہ میں کہ علم کا چرچہ بہت تھا شاہی خاندانوں میں بھی نجوم کے ایسے عالم پائے جاتے تھے۔ جو نئے نئے ستاروں کی دیکھ بھال میں لگے رہتے تھے۔ چنانچہ انجیل میں مذکور ہے کہ مسیح کی پیدائش کے وقت پورب میں ایک ستارہ دکھائی دیا جو آجتک بیت اللحم کا ستارہ کہلاتا ہے۔ روایت سے ظاہر ہے کہ پورب کے تین شہزادہ جو منجم تھے انہوں اس ستارہ کو دیکھا۔ چونکہ اس سے پیشتر یہ ستارہ ان کے دیکھنے میں نہ آیا تھا۔ وہ اس کی بابت سوچنے لگے۔ علم کی رو سے اس کا کیا پتہ لگتا تھا۔ آخر روایت کی تصدیق پر انہوں نے سمجھا کہ ہو نہ ہو یہ وہی ستارہ ہے جس کی خبر بزرگوں سے ہم تک پہونچی ہے۔ کہ صلح و سلامتی کے شہزادہ کی پیدائش یا ظہور کے وقت ایک ستارہ نکلیگا اور وہ ستارہ یعقوب سے نکلیگا۔ اس ستارہ کا رخ جو انہوں نے دیکھا کنعان کی طرف تھا سو انہوں نے آپس میں مشورہ کر کے یہ فیصلہ کیا کہ اسے چلکر دیکھیں۔ وہ صلاح کا شہزادہ جو قوموں میں صلاح کرائیگا۔ دنیا میں ظاہر ہو گیا ہے۔ اسے سجدہ کرنے کے واسطے چلیں۔ انہوں نے یہ نہیں کہا کہ وہ شہزادہ خود ہی یہاں آئیگا۔ یا جب اس کا ظہور ہوگا تو خود بخود معلوم ہو جائے گا۔ وہ سچے متلاشی اور حق کے طالب تھے۔ وہ قومی مذہب کے غرور میں مست نہ تھے۔ کہ وہ شہزادہ تو غیر اقوام سے ہے۔ ہماری قوم اور مذہب سے اس کا کوئی واسطہ نہیں۔ ہم اس کے پاس کیوں جائیں۔ جیسا آجکل ہندوستان کے لوگ کہتے ہیں کہ مسیح یورپ کے لوگوں کا معبود ہے۔ ہمارا کیا واسطہ وہ سچائی خوشی سلامتی کے طالب تھے۔ سو انہوں نے اس کی قدمبوسی کو جانا۔ سعادت دارین کا باعث سمجھا۔ فارس سے کنعان تک جانا اس زمانہ میں کہ سفر آسان نہ تھے۔ ان کے ارادہ کو توڑ نہ سکا۔ جہاں دل ہووے وہاں راہ آسان ہوتی ہے۔ انہوں نے سفر کی مصائب کی بالکل پرواہ نہ کی۔ چونکہ شہزادہ تھے اچھا جاہ و حشم ساتھ لے کر روانہ ہوگئے۔ یہ بات انجیل سے بھی ظاہر ہے کہ وہ بڑی شان کے ساتھ بڑا قافلہ لیکر کنعان کو روانہ ہوئے۔ کیونکہ جب وہ یروشلم میں آئے تو سارا یروشلم گھبرا اٹھا۔ وہ کئی مجوس تھے۔ جنکا جاہ و حشم دیکھ کر ہیرودیس بھی گھبرا اٹھے۔ یہ لوگ راستی کے بھوکے اور پیاسے تھے۔ خدا ان کا راہنما ہوا۔ لکھا ہے کہ وہ ستارہ ان کی راہنمائی کرتا تھا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ ستارہ قطب ستارہ کی طرح ایک جگہ یعنے بیت اللحم پر قایم تھا۔ وہ معلوم کرتے تھے کہ ہم کو کس سمت جانا ہے۔ ستارہ ان کو زبان حال سے کہتا تھا کہ ادہر میری سمت چلے آؤ۔ یہ لوگ عموماً رات کو سفر کرتے ہونگے۔ کیونکہ تاریکی میں ستارہ بخوبی چمکتا دکھائی دیتا تھا۔

وہ لوگ جو دن کو سفر کرتے ہیں یعنے اپنی راستبازی کے نور میں۔ وہ بیت اللحم کے ستارہ کی رہنمائی حاصل نہیں کر سکتے۔ نور تاریکی میں چمکتا ہے۔ گناہگاروں کے واسطے یہ سلامتی کا شہزادہ ہے۔ وہ مردوں کی زندگی ہے۔ وہ لوگ جو بھلے انسوں کے عیسائی کرنے کی فکر میں لگے رہتے ہیں۔ وہ غلطی پر ہیں۔ مسیح کو بھلے مانسوں کی ضرورت نہیں۔ گنہگاروں کی ضرورت ہے۔ نور تاریکی میں چمکتا ہے۔ خیر یہ منجم شہزادے سفر کے مصائب جھیلتے دشت و کوہ ناپتے عرصہ بعید میں کنعان کے دیس کو پہونچے۔ بیت اللحم یروشلم کے بہت ہی قریب ہے۔ وہ ستارہ ان کو وہاں تک لے آیا۔ رات کو یروشلم کے باہر زیتون کے پہاڑ کے نیچے ڈیرا کیا۔ چونکہ ان کا یقین تھا کہ وہ شہزادہ ہے۔ اور شاہی خاندان ہیرودیس جو اس وقت یہودیوں کا بادشاہ سرکار روم کا باجگذار تھا اسی جگہ اس کی تلاش کرنی مناسب سمجھی صبح ہوتے ہی شہر میں داخل ہو کر ہر ایک سے پوچھنے لگے کہ یہودیوں کا بادشاہ جو پیدا ہوا سو کہاں ہے۔ ہم نے پورب میں اس کا ستارہ دیکھا ہے۔ اور اسے سجدہ کرنے کو آئے ہیں۔ یہ بات سنتے ہی تمام یروشلم گھبرا اٹھا۔ چاہیے تھا کہ وہ خوش ہوتے کیونکہ وہ مسیح شہزادہ کے



منتظر تھے۔ مگر وہ اپنی شیخی اور دنیوی وسعت میں ایسے اندھے تھے کہ اُن کو حقیقی نور کی شعاع نظر نہ آئی۔ گھبرا گئے ششدر رہ گئے۔ جب ہیرودیس ظالم نے یہ خبر سنی تو وہ اور بھی گھبرایا پہلی گھبراہٹ کی وجہ تو یہ تھی کہ کوئی شہزادہ اُس کے ہاں ان دنوں پیدا نہیں ہوا تھا۔ دوسری مصیبت اس پر یہ پڑی کہ اگر واقعی داؤد کے خاندان میں وہ موعودہ شہزادہ پیدا ہو گیا ہے۔ تو میری سلطنت گئی۔ چونکہ وہ بالکل دنیادار۔ ظالم فسق وفجور میں ڈوبا ہوا باوجود برائے نام یہودی تھا۔ وہ مسیح شہزادہ کی آمد کی خوشخبری سن نہ سکتا تھا۔ یہ اس کے لئے بُری خبر تھی۔ جیسے آجکل نجومیوں کی طرح چاروں طرف عالم میں مسیح کی آمد کا شور مچ رہا ہے۔ جنگ وجدال قحط ومری۔ قوموں کی بے چینی آواز دے کر پکار رہے ہیں کہ ہوشیار ہو سر اوپر اٹھاؤ۔ دیکھو آنے والا آتا ہے۔ مگر ہائے افسوس یہ سائنس کے شیدائی۔ فلسفہ کے فدائی۔ دنیا کے عاشق دین ودھرم سے بے پرواہ کب ان باتوں کو خوشی سے سنتے ہیں کہ آنے والا ضرور آ کر رہے گا۔ دیری نہ کرے گا۔ وہ فرماتا ہے کہ میں دروازہ پر ہوں۔ ویسے ہی اگرچہ وہ زمانہ بتلا رہا تھا کہ مسیح شہزادہ کے آنے کا وقت ہے۔ غیر قوم سے اُس کی آمد کی بشارت بھی سنتے ہیں۔ یعقوب سے ستارہ بھی نکل آیا ہے۔ مگر نہیں چاہتے کہ وہ آوے۔ اس لئے گھبرا جاتے ہیں۔ ہیرودیس مکاری سے نجومیوں کو اپنے حضور بلا کر دریافت کرتا ہے کہ وہ ستارہ کب دکھائی دیا۔ جاؤ اس کی تلاش کرو جاؤ اس کی تلاش کرو۔ جب اس کو پاؤ مجھ کو بھی خبر دو کہ میں بھی جا کر اُسے سجدہ کروں۔ نجومی بے چارے عالم الغیب تو تھے ہی نہیں جو اس کی مکاری کو سمجھتے۔ ہیرودیس کا منشا تو اسے قتل کرنے کا تھا۔ تاکہ اپنی بادشاہی کو قائم رکھے۔ نجومی بادشاہ سے یہ باتیں سنکر اپنے ڈیرے پر گئے۔ دن بھر وہاں آرام کیا۔ شام کو وہ ستارہ یروشلم سے جنوب کی جانب اُنکو دکھائی دیا۔ وہ اُسے دیکھ کر بہت خوش ہوئے وہ ستارے کو دیکھتے ہی اپنی کلفتیں اور سفر کے مصائب بھول جاتے تھے۔ فوراً سفر کے لئے اُن کا قافلہ تیار ہو گیا۔ اور جنوب کی سمت روانہ ہو گئے۔ جس وقت وہ بیت لحم پہنچے ہیں تو اُس ستارہ کو عین بیت لحم کے سر پر دیکھتے ہیں۔ پس انہوں نے بیت لحم کے میدان میں جہاں گڈریوں کو بشارت ملی تھی ڈیرے ڈال دیئے۔ آرام کیا۔ چونکہ بیت لحم ایک چھوٹا سا قصبہ تھا۔ وہاں کسی نوزائیدہ بچہ کی تلاش کرنا مشکل نہ تھا۔ یہ تو عام خبر تھی کہ داؤد کی نسل سے اور بیت لحم سے مسیح کا ظہور ہو گا۔ سو یہ بات جاکر داؤد کے شاہی خاندان کے کسی گھر کی تلاش کرنا آسان تھا۔ چنانچہ ان کو جھٹ معلوم ہو گیا کہ یوسف اور مریم کا خاندان داؤد کی نسل سے یہاں ہے۔ جنکے ہاں ایک فرزند نرینہ پیدا ہوا ہے۔ پس وہ اپنی امیدیں لیکر شوق وخوشی سے بھرے ہوئے کامیابی کا سہرہ سر پر باندھے اُس گھر میں داخل ہوئے۔

روایت کہتی ہے کہ اُس گھر کے اندر ایک قدرتی نشان تھا۔ اُس آسمانی ستارے کی مانند جس کو دیکھکر نجومیوں نے یقین کیا کہ یہ وہی شہزادہ ہے۔ اور اس شہزادہ کے نورانی چہرہ سے بھی انہوں نے معلوم کیا کہ یہی سلامتی کا شہزادہ ہے۔ کیونکہ

بالائے سرش زہوشمندی
مے تافت ستارۂ بلندی

آہا وہ کیسے خوش ہوئے۔ منزل مقصود تک پہونچگئے۔ دیکھتے ہی سجدہ میں گر گئے۔

خوشی جس وقت انہیں کھینچ کے لے آئی وہاں
گر گئے سجدہ میں کرنے کو جبیں سائی وہاں۔

اُس کو اپنا معبود کاہن اور نبی سمجھ کر مُر سونا اور لوبان اُس کی نذر کئے۔ گوہر مقصود ہاتھ لگا۔ سچ ہے جو ڈھونڈتا ہے سو پاتا ہے۔ بیت لحم کے لوگوں میں سے صرف غریب گڈریئے خداوند کی نظر میں مقبول ہوئے۔ مگر اور اس ابدی سلامتی سے محروم رہے۔ آسمانی نعمتیں انہیں کے نصیب ہوتی ہیں جو طالب ہیں۔ مضطرب کو طالب کے بنا کون پا سکتا ہے۔ خداوند اُن پر ظاہر ہوتا ہے۔ جو سادہ ایمان کے ساتھ اس کو قبول کرتے ہیں۔ معلوم نہیں کہ نجومی کب گئے وہاں سے۔ چونکہ ہیرودیس نے اُن سے کہا تھا کہ شہزادہ کو پاکر مجھے بھی خبر دینا۔ مگر اُس ظالم کی نیت شہزادہ کو قتل کرنے کی تھی۔ اسلئے خداوند کے فرشتے نے ہیرودیس کے پاس جانے سے اُن کو روکا لہذا وہ ہیرودیس کو اطلاع دیئے بغیر دوسری راہ سے اپنے دیس کو شاداں وفرحاں روانہ ہو گئے۔

اِس واقعہ کے بعد نہ تو نجومیوں کا کچھ ذکر ہے۔ اور نہ ستارے کا۔ جب مسیح ظاہر ہو گیا تو اور کسی کے ذکر کی کیا ضرورت ہے صبح کا ستارہ آمد آفتاب کی بشارت ہے۔ جب آفتاب طلوع ہو گیا تو ستارہ گم ہو گیا۔ ویسے ہی اے مسیحی تیرا کام ہے۔ اُس ستارہ کی مانند نجات کے متلاشیوں کو مسیح کی خبر دے۔ جب وہ مسیح کے پاس پہونچ جاویں تو تو گم ہو جاوے تیرا اور کچھ کام نہیں۔ تو اپنا نام اور کام چھوڑ دے۔ اب سلامتی کے شہزادہ کی دوسری آمد قریب ہے ضرور ہے کہ تو مسیح سے صبح کا ستارہ حاصل کرے جس کے دینے کا اس نے مکاشفات ۲: ۲۸ میں وعدہ کیا ہے۔ سب جگہ روشن ہو کر اپنے اور پرایوں کو خبر دیوے کہ مالک یوم الدین یعنی عالمین آتا ہے۔ خبردار ہو جاؤ مبارک وہ ہیں جو اُس کے منتظر ہیں۔ راقم۔ واعظ

خدا محبت ہے۔

ابتدا میں خدا نے آسمان اور زمین کو پیدا کیا۔ اور سب کچھ جو اب نظر آتا ہے۔ اُس ہی صانع کی صنعت ہے۔ اس کی مخلوقات میں انسان ایک عجیب مخلوق ہے۔ انسان کے وجود میں ایک شے ہے جس کے وسیلے سے وہ دیگر حیوانات سے اشرف اور بزرگ ہونے کا دعوے رکھتا ہے۔ اور اُس کا خاصہ آزاد مرضی رکھنے کا ہے۔ اور یہ اس کو دیگر حیوانات سے علیحدہ کرتی ہے۔ پر افسوس کہ انسان نے اپنے خالق کی اصل غرض کو جو اُس کے پیدا کرنے میں منظور تھی خاطر میں نہ رکھا۔ اور

وہ یہ تھی کہ انسان وہ طریق زندگی اختیار کرے جس سے وہ قرب الٰہی میں رہے۔ افسوس کہ گناہ اور نافرمانی کے ارتکاب سے اس سے وہ دور جا پڑا۔ لیکن خدا نہ صرف خالق ہے۔ بلکہ وہ انسان کا محبت کرنے والا دوست ہے جو کبھی نہیں بدلتا۔ بلکہ اپنی ذات میں غیر تبدیل ہے۔ اور وہ سراپا محبت ہے۔ اور محبت ہی سے دنیا کی بنیاد پڑی اور اسی ہی سے اس کی ہستی موجود ہوئی یہ دنیا ایک روحانی دنیا ہے۔ اگرچہ یہ نام اس کو دیا جانا عجیب سا معلوم ہوتا ہے۔ یہ ایک سنہری تار ہے جو تمام اجسام میں سے پھرتی ہوئی تفرقات ہے۔ کلام الٰہی میں لکھا ہے۔ کہ جسمانی نیت موت ہے۔ مگر روحانی نیت زندگی اور اطمینان ہے۔ اور اس کی وجہ بھی لکھی ہے۔ اس لئے کہ جسمانی نیت خدا کی دشمن ہے۔ کیونکہ نہ تو خدا کے تابع ہے اور نہ ہو سکتی ہے۔ رومیوں کا ۸ باب ۶ و ۷ آیت۔

یہ بات مسلم ہے کہ خداوند یسوع مسیح ۱۹۱۲ برس گزرے کہ وہ اس دنیا میں موجود تھا۔ جس کا ذکر پاک نوشتوں کے مورخ چاروں تواریخی بیانات میں پیش کرتے ہیں۔ کیا تم نے اس بیان کو غور سے پڑھا ہے اور کیا وہ باتیں تمہاری عقل میں آتی ہیں؟ کیا خداوند یسوع مسیح کی ابتدائی تعلیم کی نصیحتیں تمہارے دل پر اثر کرتی ہیں یا کہ جوان اُن کی سچائی کی سادگی سے روگردانی کرتے اور بعض ان میں ایسی گہرائی پاتے کہ اپنے علم و سائنس سے جو آجکل روشنی کے زمانہ میں پھیل رہا ہے۔ اور مختلف کتابوں کے مطالعہ سے اس کے اصل تک نہیں پہونچتے۔ اور غالباً ایسا ہوگا۔ جب تک کہ ہم یہ دن گذر نہ کریں۔ یعنے موت کو نہ سہیں یہ باتیں ہماری سمجھ میں عمدہ طور سے آ نہیں سکتیں۔

خداوند یسوع مسیح نے جبکہ وہ پنطوس پلاطوس کی کچہری میں تھا صاف کہا کہ میری بادشاہت اس دنیا کی نہیں ہے۔ اس نے ایسی نئی اور اعلےٰ تعلیم دی جس نے ہماری بشری حالت کو بہ لحاظ کچھ کا کچھ بنا دیا۔ اس نے صاف ظاہر کر دیا کہ محبت۔ پاکیزگی۔ اور انکساری اس کی زندگی کے ستون تھے۔

اس دنیا کا خالق محبت ہے۔ اور فروتنی اور خاکساری اور معافی اُس کا شیوہ ہے۔ یہ ہی باتیں اس وقت کی دنیوی سلطنت کے برعکس تھیں۔ اور وہ نئے خیالات اور زندگی کا سن قائم کرنے کے لئے اس دنیا میں ظاہر ہوا تھا۔

مادہ مادے کو تبدیل کر سکتا ہے۔ لیکن مادہ سے زندگی نہیں نکل سکتی۔ زندگی صرف خدا سے آتی ہے۔ روحانی زندگی اور ہمیشہ کی زندگی کی باتیں ہم کو انجیل مقدس کے وسیلے سے حاصل ہوتی ہیں۔ چنانچہ کلام میں لکھا ہے۔ اس لئے جب غیر قومیں جنہیں شریعت نہیں ملی اگر طبیعت سے شریعت کے کام کرتی ہیں۔ سوائے شریعت نہ پا کے اپنے تئیں آپ ہی شریعت ہیں وہ شریعت کا خلاصہ اپنے دلوں میں لکھا ہوا دکھاتے ہیں۔ اُن کی تمیز بھی گواہی دیتی۔ اور اُن کے خیال آپس میں الزام دیتے یا عذر کرتے ہیں۔ رومیوں ۲: ۱۴-۱۵ یہ وہ سچائی ہے جو ازلی خدا سے متعلق ہے۔ جو تمام چیزوں کا خالق ہے لیکن

انعام
نور افشاں کے نئے خریداروں کیلئے

۲۵ دسمبر ۱۹۱۲ء تک جو صاحب چار نور افشاں کی خریداری کے لئے ہمارے پاس بھیج دیں گے اُن کے نام شروع ۱۹۱۳ء سے ایک سال کے لئے اخبار نور افشاں جاری کرایا جائیگا اور ذیل کا انعام بھی ملیگا نام اور ایڈرس خوشخط تحریر فرمائیے تاکہ کوئی غلطی واقع نہ ہو۔ درخواست کنندگاں کی فہرست اور انعام پانیوالوں کی فہرست بذریعہ نور افشاں شائع کرائی جائیگی۔

جس کی سب سے پہلے درخواست ہوگی

اوّل عہ دوم ۱۲ر سوم ۱۰ر چہارم ۸ر پنجم ۶ر ششم ۴ر ہفتم ۲ر

ناظرین جہانتک آپ سے ہو سکے عوام اور دوستوں کو اور رشتہ داروں کو آگاہ کیجئے۔ فقط

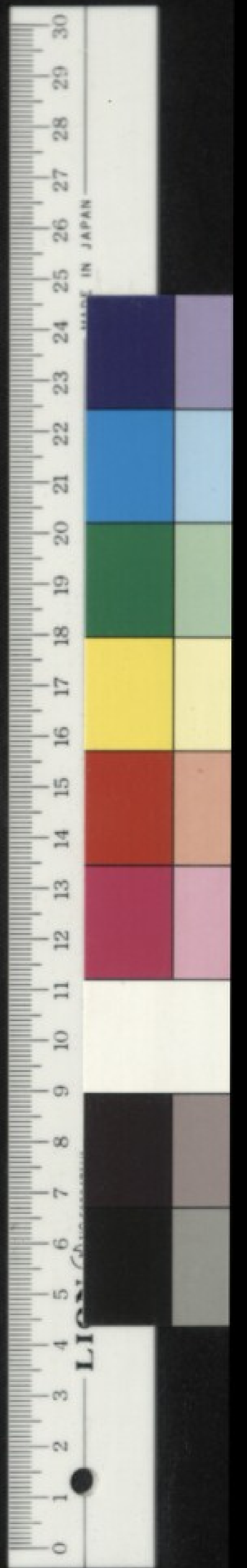
پادری این ایل ار خوشاب۔ ضلع شاہ پور۔ پنجاب

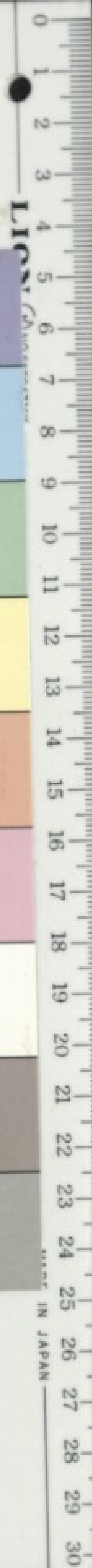
وہ کیا بات ہے جو ہم کو روکتی ہے۔ کہ ہم اُس کی تعلیم کو قبول کر کے ان باتوں کو اپنی زندگی کا حصہ نہیں بناتے۔ اور ایک خوشی اور سلامتی کی زندگی بسر نہیں کرتے جو نہ اپنے مقصد کے لئے بلکہ مسیح کی پیروی کر کے ہر جگہ نیکی کرنی ضروری سمجھتے ہیں حالانکہ وہ ہمارے لئے اس دنیا میں آیا۔ نیکی کرتا پھرا۔ چاہئے کہ ہم اپنے سامنے یہ مقصد رکھیں۔ کیونکہ اس کے وسیلے سے ہم اس موجودہ دنیا میں خوشی اور آئندہ عالم میں ہمیشہ کی زندگی حاصل کرینگے۔ راقم۔ ایک مسیح کا بندہ۔

ترجمہ از انگریزی رسالہ۔

بیت اللحم کا نیا ستارہ

آج رات میں یوں ہی خالی بیٹھا تھا کہ یکایک گہرے خیالات میں ڈوب گیا دنیا کی بے ثباتی اور ناپائیداری کا خیال مجھ کو ایسا بندھا کہ اسی میں غرق ہو کر میں سو گیا۔ خواب دیکھنے لگا اور کیا دیکھتا ہوں کہ عظیم الشان شہر میں پہنچ گیا ہوں۔ دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ یہ دارالفنا ہی ہے۔ اس شہر کے بیچوں بیچ ایک زبردست دریا بہتا ہوا دیکھا۔ ایسا دریا میں نے اپنی عمر میں پہلے کبھی نہ دیکھا تھا۔ کیونکہ یہ پانی کا دریا نہ تھا۔ بلکہ وقت کا تھا۔ اس کا ستا ہمیشگی کا ایک کنارہ اور ازل دوسرا کنارہ تھا۔ اس کی سطح پر میں نے نہایت ہی عجیب و غریب چیزیں دیکھیں جو سب کی سب بہی چلی جا رہی تھیں۔ کیسی عظیم الشان حکومتیں اور بادشاہتیں۔ کیا کیا شان و شوکت۔ مال و دولت جاہ و حشمت۔ حُسن و نزاکت۔ علم و کمال۔ غرض ایسی ایسی چیزیں کہ وہم کو بھی مجال نہیں کہ ان سب چیزوں کا خیال کر سکے۔ اس دریا کی لہر ایسی زبردست اُٹھتی تھی کہ میں بیان نہیں کر سکتا۔ مگر افسوس میں نے ایک نہایت





سخت زبونی دیکھی - ایسا کہ جتنا تعجب مجھ کو اس دریا اور اُسکی سطح پر کی سب چیزوں کے دیکھنے سے ہوا تھا - اس سے دونا غم اُس بطلان کے دیکھنے سے ہوا اور وہ یہ تھا کہ اس زبردست دریائی عظیم الشان لہر اور اس کی سطح پر کی تمام چیزوں کو یعنی تمام حکومتوں اور بادشاہتوں کو ساری شان و شوکت - جاہ و حشمت - مال و دولت - حسن و نزاکت - پیار و محبت - علم و کمال - زور و طاقت غرض سب کو ایک قدرت تھوڑی سی مٹی چھپا دیتی تھی - یہ دیکھ کر میں رو پڑا اور میں نے کہا ہائے ہائے افسوس کیا ان تمام چیزوں کا پل بھر میں یہ انجام ہوتا ہے کہ ایک مٹھی خاک اُن کو ہمیشہ کے لئے چھپا لے - میرا یہ کہنا سنکر ایک بزرگ نے جو مجھ سے تھوڑی دور پر کھڑے تھے - میری جانب مخاطب ہو کر کہا - اے فانی صورت دیار فنا کی ایک منٹ کی سیر اس ہی کو کہتے ہیں - اتنے میں میں نے اس دیار فنا میں ایک ہل چل سی دیکھی - لوگوں کو آپس میں ایک نئے ستارے کا چرچہ کرتے سنا - یہ ستارہ یہودیہ دیس میں نکلا تھا - داؤد بادشاہ کے چھوٹے شہر بیت اللحم پر یہ نیا اور خوبصورت ستارہ نہایت آب و تاب سے چمک رہا تھا - نجومی اور عالم مجوسیوں کا کہنا تھا کہ قوم یہود کا ایک نہایت قوی اور زبردست بادشاہ آج بیت اللحم میں پیدا ہوا ہے - بلکہ بعض بعض مجوسی تو اس بادشاہ کو دیکھنے اور اُسے سجدہ کرنے کو بیت اللحم کو روانہ بھی ہو گئے تھے - اور یہ کون ہے جو بیت اللحم جانے کی تیاریاں کر رہا ہے - ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ تو ہمارا دوست مسٹر فدا مسیح ہے - ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس کو بھی شوق دید اس شہنشاہ نوزاد کا دامنگیر ہوا ہے - اپنا سب کچھ چھوڑ کر بیت اللحم کی جانب روانہ ہو گیا اور شوق دید جمال بیان کر رہیں اُس شہنشاہ نوزاد کے سرشار و مست یہ شعر پڑھتا ہوا شعر

دکھلا دے جمال اپنا طلبگار ہوں تیرا
موسیٰ کی طرح طالب دیدار ہوں تیرا

منزل بمنزل بیت اللحم کی جانب راہ طے کرنے لگا - بیچارے نے زاد راہ کے لئے بھی اپنے ساتھ کچھ نہ لیا تھا - مگر ایک تین نہایت بیش قیمت جواہر اس کے پاس تھے - ایک لعل - ایک نیلم اور ایک پکھراج سو اس خیال سے کہ اس شہنشاہ ذوالجلال کو جب دیکھونگا اور سجدہ کروں گا تو نذر گذرانونگا - اپنی کمر میں باندھ لئے تھے - اپنی بستی چھوڑنے کے بعد فدا مسیح دس یا بارہ دن کا سفر طے کر کے یاس و نا اُمیدی کے بیابان میں پہونچا - کیا دیکھتا ہے کہ ہر طرف حسرت برس رہی ہے - یاس کی بادسموم جو چلتی ہے تو منہ کو جھلسائے اور دل کو مرجھائے دیتی ہے - بیابان ایک ہو کا مقام بنا ہوا ہے - کوسوں تک ریت ہی ریت ہے -

سب درخت و جھاڑیاں باد خزاں کی ماری سوکھی پڑی ہیں دھوپ کی تمازت ایسی ہے کہ دل گھبرایا جاتا ہے - ہمارا دوست بیچارہ فدا مسیح شاہ خوباں کے شوق دید میں از خود رفتہ چلا جا رہا ہے - سفر کی تکان اور دھوپ کی تیزی سے جو ماندہ ہوا تو ایک درخت کے نیچے بیٹھ گیا - اور ستانے لگا - اس نوزاد شاہ یہود کا جو دھیان آیا تو وجد کی حالت میں یہ غزل گانے لگا -

تو رخ پھول سا تمہارا دیکھیں تو کیسے دیکھیں
جو رخ ہمیں پیارا دیکھیں تو کیسے دیکھیں -
دیکھا مجوسیوں نے پورب میں تھا جو تارہ
آج ہم بھی وہ ستارا دیکھیں تو کیسے دیکھیں
عصیاں کا دھند آنکھوں میں چھا گیا ہے -
رخ چاند سا تمہارا دیکھیں تو کیسے دیکھیں -
دیکھا زکی نے تم کو چڑھ پیڑ پر مسیحا -
ہم تم کو ماہ پارا دیکھیں تو کیسے دیکھیں +
داؤد کی کھلا ہے جو پھول شاخ اوپر -
آج ہم وہ گل ہزارا دیکھیں تو کیسے دیکھیں
شہ اتنا تو تم سے اک بات پوچھتے ہیں -
ہم اپنے دل کا پیارا دیکھیں تو کیسے دیکھیں

ایک عجیب طرح کی یاس و نا اُمیدی دل پر چھا گئی کچھ ستا کر وہاں سے اُٹھا اور یہ کہتا ہوا کہ اے نئے ستارے ہمارے اس سفر میں ہمارا بھی ہادی و رہنما ہو کر ہم کو بھی تو اس شاہ محبوباں کے آستانے تک پہونچا دے - آگے چلا کئی دن کے بعد اس بیابان کو طے کر کے ایک گاؤں کے نزدیک پہونچا - ہنوز گاؤں سے دور ہی تھا اور درختوں کے ایک گنجان جھنڈ سے گذر رہا تھا کہ یکایک ایک نہایت دردناک کراہنے کی آواز سے چونک پڑا اور کھڑا ہو کر ادھر اُدھر دیکھنے لگا آواز ایسی دردناک تھی کہ فدا مسیح کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور بے تحاشہ اس طرف دوڑا جدھر سے یہ آواز آ رہی تھی - اس کو بہت دور جانا نہ پڑا - کیونکہ سامنے درختوں میں ایک چھوٹی سی جھونپڑی تھی اور وہ غمناک آواز اسی جھونپڑی میں سے آ رہی تھی - یہ دوڑ کر اُس کے دروازے پر پہونچا - دروازہ کھلا تھا - یہ اندر چلا گیا - دیکھتا کیا ہے ایک نہایت کمزور بیمار عورت پتوں کے ایک ڈھیر پر پڑی کراہ رہی ہے - اور درد سے نہایت دکھ میں ہے - اس عورت کی عمر کچھ زیادہ نہ تھی اور اُس کا چہرہ جو کسی وقت میں نہایت خوبصورت ہونے کے نشان دے رہا تھا اس وقت بیماری سے بالکل زرد و خشک ہو رہا تھا - ایک موت کی بیماری نے اس کو پکڑا تھا - جیسے ہی فدا مسیح اس جھونپڑی میں گیا عورت نے ایک نہایت ہی حسرت آمیز نگاہ سے اس کی جانب دیکھا اور ایک دردناک آہ ماری - اس نے اُس سے دریافت کیا کہ تم کون ہو اور اس تنہا مقام میں اکیلی کیسے پڑی ہو اور کہ تم کو کیا دکھ ہے؟ عورت کو درد و کمزوری سے اتنی تاب نہ تھی کہ اس کے سب سوالوں کا جواب دے تاہم اس نے بڑی کوشش سے صرف اتنا کہا کہ میں نہایت دکھ میں ہوں اکیلی ہوں اور میرا کوئی نہیں - کئی برس سے ایک بیماری نے مجھ کو بگاڑا ہے - میرے پاس بھی کچھ نہیں اور آج تین دن سے میں نے کچھ کھایا بھی نہیں ہے - افسوس جان نہیں نکل جاتی - اور اس دکھ و غم کا آخر نہیں ہوتا - یہ کہہ کر وہ بیچاری دکھ کی ماری رونے لگی - اس وقت ہمارے دوست فدا مسیح سے بھی نہ رہا گیا - بے اختیار دونوں آنکھوں سے آنسو بہنے لگے اور اپنے بس بھر اس کو تسلی دینے کی کوشش کرنے لگا - کہا مت رو خدا رحیم ہے - وہ رحم کرے گا - اور

تم اچھی ہو جاؤ گی۔ اب میں یہاں سے نہ جاؤنگا۔ بلکہ یہیں رہکر تمہاری خدمت کرونگا۔ عورت نے بڑی شکرگزاری کی نظروں سے اُس کی جانب دیکھا اور آنکھیں بند کر کے خاموش ہو گئی۔ فدا مسیح عورت کو یونہیں چھوڑ کر گاؤں میں گیا۔ اور اپنے اُن تین جواہر سے ایک یعنی لعل کو بیچ ڈالا۔ اور کھانے پینے کا سب کچھ سامان بازار سے خرید کر اس جھونپڑی میں لایا۔ پھر جاکر ایک ڈاکٹر کو بلا لایا۔ اور اس مریضہ کا علاج معالجہ شروع کیا۔ غرض کہ فدا مسیح نے اس مریض عورت کی خدمت و خبرگیری میں کوئی بات اُٹھا نہ رکھی۔ رات دن اس کے بستر کے پاس جاگتا اور طرح بطرح کی غذا اُس کو پکا پکا کر کھلاتا سینکڑوں دوائیاں خرید کر لاتا اور کئی ڈاکٹروں کو فیس دے دے کر بلاتا۔ غرضیکہ یوں ہی چھ مہینے گزر گئے۔ مگر اُس عورت کو کچھ فرق نہ ہوا۔ بیماری رفتہ رفتہ ترقی کرتی گئی۔ اور حالت اس کی ابتر ہوتی گئی۔ لعل کی قیمت سے بھی اب اس کے پاس بہت کچھ کم بچ رہا تھا۔ ایک دن کوئی رات کے بارہ بجے اس عورت نے اس کو پکارا۔ یہ دوڑ کر بستر کے پاس گیا۔ اس نے نہایت محبت اور شکرگزاری کی آنکھوں سے اس کی طرف دیکھ کر کہا میں آپ کی ان مہربانیوں کا شکر کسی طرح ادا نہیں کرسکتی۔ لیکن خدا کی مرضی یوں ہی تھی میں اپنے ابدی سفر پر اب جانے کو بالکل تیار ہوں۔ اور آپ سے الوداع کہتی ہوں۔ فدا مسیح رونے لگا اور بولا ایسا نہ کہو۔ خدا بڑا رحیم ہے۔ رحم کریگا اور تم اچھی ہو جاؤگی۔ عورت نے جواب دیا ہاں خدا نے مجھ پر رحم کیا اور میرے سارے دکھوں سے اب مجھ کو رہائی دیتا ہے۔ میں اب یونہی اچھی ہو جاؤنگی کہ اب کوئی دم میں پاک فرشتے مجھ کو پیارے مسیح کی گود میں ابدی آرام میں پہونچائے دیتے ہیں۔ تب وہ ذرا چونک کر فدا مسیح کی طرف دیکھنے لگی۔ اور بولی خدا تم کو بڑی برکت دے اور تمہاری دلی مرادوں کو پورا کرے۔ اور وہ کہنا چاہتی تھی سلام۔ لیکن یہ لفظ اُس کے ہونٹوں پر آدھا ہی رہ گیا۔ اور ایک ہچکی کے آتے ہی روحِ بلبل قفس خاکی سے پرواز کر کے اپنے جلالی و جاودانی آشیانے کو جا پہونچا۔ سب کچھ آخر ہو گیا۔ فدا مسیح اس اکیلی جھونپڑی میں تنہا کھڑا رہ گیا۔ جب یاس و غم سے بہت ہی گھبرایا تو نعش کے سرہانے کی طرف بیٹھ گیا۔ اور اس سفید لیکن خوبصورت چہرے پر جس کو ابھی ابھی موت کے ٹھنڈے ہاتھ نے بالکل خاموش کر دیا تھا ٹکٹکی باندھکر دیکھنے اور یہ غزل گانے لگا۔

خریداران نورافشاں کو مژدہ

ناظرین نورافشاں کو واضح ہو کہ اگر ہر ایک پرانا خریدار اس سال کے اپنے چندے کے ہمراہ تین نئے خریداروں کا چندہ بھی ادا کر دے تو اس کو نئی تصنیفات میں سے تواریخ کلیسیا کی ایک مجلد جلد مفت نذر ہوگی جس کی قیمت دو روپیہ ہے۔ اور نیز اگر ہر ایک اپنے چندے کے علاوہ ایک نیا خریدار پیدا کرے تو ذیل کی کتابوں میں سے ایک کتاب مفت ملیگی۔ دیہک شائستگی (رومن) قیمت ۸ر۔ اُستادوں کا مددگار واسطے سنڈے اسکول سبق (رومن) قیمت ۶ر۔ بائیبل یا قرآن (اردو) قیمت ۱۰ر۔ اور یہ رعایت ۳۱ دسمبر ۱۹۱۲ء تک منظور کی گئی ہے۔

ایڈیٹر و مینیجر نورافشاں۔ لودیانہ۔
پنجاب

غزل

تجھ پہ اے دنیا کی شوکت ہائے ہائے
تجھ پہ اے دنیا کی الفت ہائے ہائے
ایک ہی پل میں جدائی ہو گئی۔
تجھ پہ دنیا کی محبت ہائے ہائے۔
پھول سی کایا کو مٹی کر دیا۔
تجھ پہ دنیا کی مصیبت ہائے ہائے۔
بولتی چڑیا یہ اک ہی پل میں یوں
ہو گئی خاموش ساکت ہائے ہائے۔
خاک میں ملنا سرانجام ہے۔
تجھ پہ اے حسن و نزاکت ہائے ہائے
مخملی گدوں پہ جو بے چین تھے۔
خاک پر ہے اُن کو راحت ہائے ہائے
ہے سوائے رنج اس دنیا میں کیا۔
دکھ ہے بیماری ہے آفت ہائے ہائے
پھر نہ آشیانہ دنیا میں کبھی۔
چند روزہ ہے یہ حالت ہائے ہائے

بیچارے فدا مسیح کی یہ رات بڑے ہی غم میں کٹی۔ خدا خدا کر کے سحر ہوئی تو اس نے اس نعش کی تجہیز و تکفین کا بندوبست کیا۔ اور دن میں گھنے درختوں میں سہانی سی جگہ دیکھ کر نعش کو مٹی میں دبا دیا۔ اس کام سے فرصت پاکر پھر اپنے اسی ارادے پر یہ غزل گاتا ہوا آگے بڑھا۔

غزل

دل میں ہر دم آرزو تیری رہی۔
لب پہ پیہم گفتگو تیری رہی۔
خاک چھانی کو بکو صحرا کی بہت۔
یاد دل میں کو بکو تیری رہی۔
لالۂ احمر کھلا جو باغ میں۔
مسکراہٹ ہو بہو تیری رہی۔
عطر ایمان کے مہکا وہی۔
جس کے دل میں رنگ و بو تیری رہی
سکھ میں تھیں یہ انگڑائیاں جبتک صنم
شکل پیاری روبرو تیری رہی۔
تیرے شیدا کو تو اے جانِ جہاں
رات دن میں جستجو تیری رہی۔



کئی دنوں کے بعد ایک پہاڑ کے دامن میں پہونچا۔ پہاڑ۔ نہایت بلند و بھیانک تھا۔ فداءِ مسیح نے اس پہاڑ پر دھیرے دھیرے چڑھنا شروع کیا۔ دن بھر اس کا اس پہاڑ کے چڑھنے میں ہی صرف ہوا۔ قریب شام اس کی چوٹی پر پہونچا۔ ایک عجیب بہار کا سماں تھا۔ پہاڑ کی ڈھالوں پر جنگلی گلاب کھلا ہوا تھا۔ اور ہوا پھولوں کی مہک سے معطر ہو رہی تھی۔ جگہ بجگہ پہاڑی جھرنے جھر رہے تھے۔ اور مختلف قسم کے پرندے اپنے بسیروں میں آ رہے تھے اور خوش الحانی سے گا رہے تھے۔ سامنے لق و دق میدان پھیلا ہوا تھا۔ جس میں پانی کی جھیلیں اور ندیاں لبریز ہو رہی تھیں اور جب ڈوبتے ہوئے سورج کی سنہری کرنیں اُن پر پڑتی تھیں تو ایسے گویا سونے کے تختوں پر ہیروں کی مانند جھلکتی تھیں۔ اس سماں نے فداءِ مسیح کو ایسا محو کر دیا کہ اسے اپنی کچھ سدھ بدھ نہ رہی ایک چٹان پر بیٹھ گیا اور اس قدرت کی بہار کا لطف اٹھانے لگا۔ دل میں خیال گذرا کہ جب یہ بنائی ہوئی قدرت کی چیزیں اس قدر دلفریب و خوبصورت ہیں۔ تو ان کا بنانے والا کیسا کچھ نہ ہوگا۔ بس اس شاہِ محبوباں کے حسن و جمال کا ایسے تصور جو خیال و وہم میں آکر جھومنے لگا اور خوشی کے مارے اس شہِ حسن و خوبی کے مست و سرشار ہو کر یہ غزل گانے لگا۔

غزل

ہم نے پہچانا مسیح کو شاہ و خوباں ہے وہی
منجی و شافی ہے وہ دافعِ عصیاں ہے وہی۔
ہے گلوں میں وہ مہِ گل دلبروں میں بے مثل
حسن میں یکتا ہے وہ شاہِ حسیناں ہے وہی
ہے اُسی کے دم سے باغِ دہر میں رونق یہ سب
زینتِ گلشن ہے وہ زیبِ گلستاں ہے وہی۔
دانش و حکمت کا وہ دریا ہے ناپیدا کنار
مہرِ حکمت ہے وہ فخرِ سلیماں ہے وہی
قادرِ مطلق وہی ہے خالقِ جن حق وہی۔
ہے وہی معبود سب کا دین و ایماں ہے وہی۔
میں ہوں قمری وہ سرو پروانہ میں وہ شمع رو
میں ہوں بلبل سے وہ گل شیدا میں جاناں ہے وہی

رات پڑ چکی اور اس کو یہ بھی نہ معلوم کہ اندھیرا کب ہوا۔ لیکن جب جو ہوش میں آیا تو رات کاٹنے کی فکر ہوئی۔ اٹھ کر ادھر ادھر دیکھنے لگا۔ سامنے تھوڑی دور پر ایک غار نظر پڑا یہ اس ہی چلا گیا۔ چونکہ چڑھائی کی تکان سے نہایت ماندہ ہو رہا تھا۔ لیٹتے ہی نیند نے اس کو آغوشِ راحت میں لے لیا۔ ہمارا دوست فداءِ مسیح گہری نیند میں سو گیا۔ خواب دیکھنے لگا اور کیا دیکھتا ہے کہ یہ اس شہزادہ کے قدموں میں پہونچ گیا ہے۔ جو اپنی ماں کی گود میں ہاتھ پاؤں مار مار کر کھیل رہا ہے۔ آسمان کے دروازے کھلے ہوئے ہیں۔ اور مقدس فرشتے حمد و ثنا کرتے ہوئے آسمان کے دروازے سے آ رہے اور اس چھوٹے بچے کو سجدہ کر کے کہتے ہیں۔ خدا کو آسمان پر بزرگی۔ اور زمین پر سلامتی اور آدمیوں سے رضامندی ہو۔ فداءِ مسیح پر اس نظارہ کا رعب ایسا چھا گیا کہ فوراً اس شاہِ یہود کے قدموں پر گر پڑا اور قدم چوم کر اس کو سجدہ کیا۔ دل ہی دل میں مارے خوشی کے پھولا نہ سماتا تھا کہ اب میں نے بھی اپنے شہزادہ کو پا لیا ایسی شادمانی اور محویت کے عالم میں خواب ہی میں یہ غزل گانے لگا۔

غزل

دل کو دیا ہے روشن اس دل میں آ کے تم نے
مجھ کو کیا دیوانہ جلوہ دکھا کے تم نے۔
دیکھا جو رخ تمہارا مجھے غش پہ غش ہی آیا۔
کیا قہر رخ سے برقع یک دم ہٹا کے تم نے
صدقے ہوا مسیحا سو جاں سے میں اس دم
دیکھا جو میری جانب بس مسکرا کے تم نے
عصیاں سے میں تو لائقِ نار و غضب ہوا تھا
لیکن مجھے بچایا لہو بہا کے تم نے۔
جتنے گناہ تھے میرے سب خون تیرے دھوئے
دکھ میرے سارے میٹھے خود دکھ اٹھا کے تم نے
جب تھا پڑا میں گھائل روتا ہوا میں پیارے
چھاتی سے تب لگایا اس دم اٹھا کے تم نے
اس پیارے پیارے رخ پہ دل ہو گیا دیوانہ۔
آخر مجھے تو چھوڑا شیدا بنا کے تم نے

یہ اپنی غزل میں مست تھا اور دیکھ رہا تھا کہ وہ چھوٹا بادشاہ اس کی طرف دیکھتا اور مسکراتا ہے۔ کہ یکایک آنکھ کھل گئی کیا دیکھتا ہے کہ نہ وہ نوزاد بادشاہ ہے۔ نہ وہ آسمانی نظارہ۔ صرف یہ اکیلا پہاڑ کے اس غار میں پڑا ہے۔ اور دن بہت چڑھ گیا ہے۔ اس نے ایک آہِ سرد بھری۔ اور کہا۔ افسوس کیا میری وہ ساری خوشی و شادمانی صرف خواب تھی یہ کہکر اٹھ کھڑا ہوا اور اس غار سے نکلکر پہاڑ پر سے اترنا شروع کیا کئی گھنٹے بعد میدان میں پہونچا۔ اور اپنی راہ لگا۔ کوئی دس یا بارہ دن کے بعد ایک شہر میں پہونچا۔ دروازے سے داخل ہوا۔ ایک گلی میں چلا۔ دس یا بارہ قدم گیا ہوگا کہ اس کو کئی آدمی ملے۔ جو ایک غریب عورت اور دو تین چھوٹے بچوں کو رسی میں باندھے ہوئے۔ بڑی بے رحمی سے گھسیٹے لے جا رہے تھے۔ اور مارتے جاتے تھے۔ بچے بلبلاتے اور وہ عورت گریہ و زاری کرتی تھی۔ مگر وے لوگ کچھ نہیں سنتے تھے۔ فداءِ مسیح سے یہ غمناک سانحہ دیکھ کر رہا نہ گیا۔ بے اختیار اُن آدمیوں سے کہنے لگا کہ تم کو کچھ شرم نہیں آتا جو ان بیچارے غریبوں پر ایسا ظلم و سختی کرتے ہو۔ ان لوگوں میں سے ایک نے غصہ کی نگاہ سے اس کو دیکھ کر کہا کہ اگر تجھ کو ان پر ایسا ہی رحم آتا ہے۔ تو لا جو قرضہ اُن کے ذمے ہے چکا دے۔ فداءِ مسیح نے اس عورت سے پوچھا کہ کیا معاملہ ہے۔ وہ بیچاری رونے لگی اور آہ مار کر بولی کہ میں ایک غریب بیوہ ہوں اور یہ میرے چھوٹے بچے یتیم ہیں۔ میرا خاوند یعنی ان کا باپ ابھی چند دن ہوئے مرا کہ ایک مدت تک بیمار رہ کر گذر گیا۔ میرے پاس جو کچھ تھا سب اُس کی بیماری میں صرف ہو گیا۔ اب ہمارے پاس کھانے تک کو کچھ نہیں۔ میرے آدمی پر ان لوگوں کا کچھ قرضہ آتا تھا۔ سو یہ آج آئے اور ہم سب کو پکڑ لیا۔ میں نے اُن کی بہت منت کی کہ مجھ بیوہ اور ان یتیم بچوں پر رحم کرو۔ مگر انہوں نے ایک نہ سنی اور ہم سب

کو گرہ دیا ہے۔ کہ اپنی باندی ظاہر نہ کریں۔ یہ سنکر خدا مسیح نے ان لوگوں سے کہا ان کو چھوڑو۔ دو میں تمہارا سارا قرضہ چکاتا ہوں۔ وے بولے پہلے روپیہ لاؤ۔ تب ہم ان کو چھوڑ دیں گے اس پر اس نے اپنے اُن دو باقی جواہر سے ایک اور یعنی نیلم وہیں ایک جوہری کی دوکان پر بیچ ڈالا اور اُن لوگوں کا قرضہ کوڑی کوڑی چکا دیا۔ اور اُس غریب بیوہ اور یتیم بچوں کو اُن کے ہاتھ سے رہائی دلوائی۔ جو کچھ قیمت سے نیلم کی بچ رہا اس بیوہ کو دیکر کہا کہ یہ اپنے اور اپنے بچوں کی پرورش کے لئے رکھو۔ وے سب کے سب اس کے قدموں پر گر پڑے اور بڑی شکرگزاری کی اُس نے اُن کی بڑی دلجوئی کی اور تسلی دی اور رات کی رات اس شہر میں مقیم رہ کر صبح کو پھر اپنے سفر پر آگے بڑھا۔ کوئی ایک مہینے بعد پھر ایک شہر میں پہونچا۔ گلیوں میں اِدھر اُدھر پھرنے لگا۔ جس گلی میں گیا ماتم و نوحہ کی آواز ہر ایک گھر سے اُس کے کان میں آئی متعجب ہو کر لوگوں سے پوچھنے لگا کہ یارو یہ کونسا شہر ہے؟ اور اُس کے ہر گھر میں یہ ماتم و واویلا کیسا ہے؟۔ ایک شخص نے اس کو اجنبی جانکر کہا کہ اس شہر کا نام اما… ہے اور کوئی آٹھ یا دس مہینے کا عرصہ ہوا کہ ہیرودیس بادشاہ نے اس گرد و نواح کے سب چھوٹے بچوں کو جن کی عمر تین برس اور اس سے چھوٹی تھی مروا ڈالا۔ یہ ماتم اُن ہی چھوٹی جانوں کا ہے۔ اور ہمیشہ تک رہیگا۔ خدا مسیح کو بادشاہ کے اس ظلم پر بڑا افسوس ہوا۔ اور وہ وہاں ذرا بھی نہ ٹھہرا۔ بلکہ ایک دم چل دیا اور بعد دو دن کے بیت اللحم کے مقابل جا پہونچا۔ اور جب وہاں کے لوگوں سے دریافت کرنے سے اس کو معلوم ہوا کہ بیت اللحم یہی چھوٹی بستی ہے۔ جو سامنے ہے تو نہایت شاد ہوا۔ اور تیز تیز قدم اٹھا کر بہت جلد شہر کے پھاٹک پر جا پہونچا اور یہ شعر پڑھتا ہوا دروازے میں داخل ہوا۔

شکر ہے ٹھکانے لگی محنت میری۔ ختم ہوئی آج کی منزل میں مسافت میری

ہمارا دوست خدا مسیح دل میں نہایت باغ باغ تھا اور بقول اُس شعر کے۔ شعر

وعدہ وصل چوں شود نزدیک
آتش شوق تیز تر گردد

بے چین و بے قرار ہو کر یہ غزل گاتا ہوا ایک کوچہ کی جانب چلا

غزل

اب تو ہم پر بھی مسیحا نظر عنایت ہو جائے۔
چوم لوں آکے قدم اتنی اجازت ہو جائے۔

اطلاع ضروری

حسب معمول اپنے اور اپنے خریداروں کے فایدے اور آسانی کے لئے ہم ۳ جنوری ۱۹۱۳ء کو اخبار ان صاحبوں کے نام جن کا چندہ بابت ۱۹۱۳ء وصول نہیں ہوا وی۔پی بھیجیں گے۔ وی۔پی کے لینے میں کوئی بے عزتی نہیں بلکہ آسانی ہے۔ منی آرڈر کرانے کی تکلیف نہیں اٹھانی پڑتی۔ جن صاحبوں کی طرف سے ۱۹۱۳ء کا چندہ وصول نہیں ہوگا۔ اُن کا اخبار بند کر دیا جائیگا اس لئے کہ قیمت ہر حالت میں پیشگی لی جاتی ہے۔

المشتہر
منیجر نور افشاں

مرض عصیاں سے عجب عاجز و لاچار ہوں
حکم دیں آپ اگر بس مجھے صحت ہو جائے۔
ہے دعا کر دو یہ دنیا سے اب آزاد مجھے۔
التجا کی میری اے جاناں سماعت ہو جائے۔
دل ہو روشن مرا جلوے سے تمہارے ایسا
کہ فراموش یہ دنیا کی محبت ہو جائے
حسن سے اپنے مجھے محو و دیوانہ کر دو
بھول جاؤں میں خود اپنے کو یہ حالت ہو جائے
اپنے سینے سے جو اک بار لگا لو ہم کو
دور سب ہی میری یہ شکوہ و شکایت ہو جائے۔
منتظر کب سے اشارت کا کھڑا ہے یہ فقیر
ایک بوسہ لب لعلیں کا عنایت ہو جائے۔
سنتے ہیں آج بس آخر ہے تمہارا استقبال
تم جو دیکھو آکے اسے موت میں راحت ہو جائے

شہر کی گلیوں میں دیوانہ وار پھرتا اور ہر کس و ناکس سے اس شہر کے شاہ نوزاد یہود کا پتہ دریافت کرتا تھا۔ مگر لوگ اس کو دیوانہ جانکر بعض تو اس پر ہنس دیتے اور بعض ترس کھاتے تھے۔ آخر کئی دن تک اسی طرح حیران و سرگردان مارا مارا پھرتا رہا۔ تھک کر چور ہو گیا اور ایک عجیب طرح کی ناامیدی دل پر چھاگئی۔ اپنی زندگی سے مایوس و بیزار ہوا۔ ایسی ہی خراب حالت سے ایک دن کہیں جنگل کی طرف جا نکلا کیا دیکھتا ہے کہ بہت سے گڈرئیے اپنے گلے چرا رہے ہیں۔ یہ تو خیال ہی اُس شہر میں چھپا کے اندر حور رفتہ ہو رہا تھا لگا اُن سے بھی پوچھنے کہ یارو ہم پر رحم کرو اور اس نو تولد یہودیوں کے بادشاہ کا پتہ ہم کو بتاؤ۔ وے سب اس کی حالت پر تاسف کرنے لگے۔ اور آپس میں گفتگو کرنے لگے کہ یہ دیوانہ ضرور اُس لڑکے کو دریافت کرتا ہے جس کی خبر ہم کو فرشتوں نے دی تھی۔ اور جس کو ہم نے فلانی سرائے میں چرنی میں رکھا ہوا جا کر دیکھا تھا۔ کہنے لگے۔ کہ عرصہ ہوا ہم سب نے فلانے محلہ کی فلانی سرائے میں ایک چھوٹے سے بچے کو جس کی خبر ہم کو فرشتوں نے دی جاکر چرنی میں رکھا ہوا دیکھا تھا۔ اور ایک نہایت روشن ستارہ بھی اُس ہی گھر پر جس میں اس بچے کے ساتھ اس کی ماں بھی تھی۔ چمک رہا تھا۔ ہو نہ ہو وہی یہودیوں کا بادشاہ تھا۔ مگر اس کے بعد ہمیں کچھ خبر نہیں۔ کہ وہ کہاں ہے بہتر ہو کہ تم اس معاملہ کو اس سرائے والے سے جاکر پوچھو۔ یہ سنتے ہی خدا مسیح دیوانوں کی طرح شہر کی جانب دوڑا اور اس سرائے میں آکر مالک سرائے سے سب کچھ دریافت کیا۔ اس نے کہا ہاں ایک ایسا



کچھ بیٹنگ پیدا ہوا تھا - اور پورب کے تین مجوسیوں نے اُسے سجدہ بھی کیا تھا - اور سونا - لوبان مُر وغیرہ نظر بھی گذرانا تھا مگر اس بات کے تیسرے یا چوتھے دن اس کا باپ جس کا نام یوسف تھا اس کو معہ اس کی ماں مریم کے لے کر مصر کو چلا گیا اور اس بات کو تو ایک عرصہ دراز ہوا - یہ سنتے ہی خدا مسیح کا دل ٹوٹ گیا تھوڑی دیر میں جب ہوش و حواس درست ہوئے تو ارادہ کیا کہ مصر کو جاوے - رات کسی نہ کسی طرح کاٹی - صبح بہت ہی سویرے اٹھا اور یہ غزل گاتا ہوا مصر کی جانب چل دیا

غزل

کہیں کیا ہم مسیح پاک کو سمجھے تو کیا سمجھے
تمام عالم کے ہم اس کو گناہوں کی دوا سمجھے۔
وہ تو خاک دہلی ہے اُسے تشبیہ کیا ہیں
ہم اسکو بس حیات جاودانی کی غذا سمجھے
نہ ہے ایک شئے فانی اسے ہم اس سے کیا نسبت
ہم اس جان جہاں کو عاشقوں کا دلربا سمجھے۔
کہیں معشوق گر اس کو بشر کا یہ نہیں موزوں
ہم اس کو شافیِ محشر و فخر انبیا سمجھے۔
سراسر وہ نبیوں سے مراتب اس کے ہیں اعلیٰ
کلام حق پیارا رب کا اور نور خدا سمجھے۔
صفات رب نہیں شیدا وہ ذات رب میں شامل ہیں
حقیقت تو ہے یوں ہم اسکو بس قادر خدا سمجھے۔

کئی سال کی مسافت و مصیبت کے بعد ہمارا دوست بیچارہ خدا مسیح مصر میں پہونچا اور ایک مدت مصر کے ہر شہر گاؤں اور بستی میں آوارہ پھرتا رہا - اور ہر ایک سے اس بادشاہ کا جویاں و پرساں رہا - مگر کچھ پتہ نہ ملا - آخر بعد کئی برسوں کے ایک بستی میں پہونچا - وہاں کے لوگوں سے بھی دریافت کرنے تو کسی نے اتنا بتایا کہ ایک عرصہ ہونے آتا ہے - جب ایک یہودی خاندان یہاں آیا تھا - ایک مرد ایک عورت اور ایک چھوٹا سا بچہ مگر ایک مدت ہوئی وے تو پھر یہودیوں کے ملک کو واپس گئے - یہ سنتے ہی تو گویا خدا مسیح کے پیروں کے نیچے کی زمین نکل گئی - پچھاڑ کھا کر گر پڑا اور بے ہوش ہو گیا لوگ اس کے چوگرد اکٹھے ہوئے اور پانی وانی چھڑک کر اس کو ہوش میں لائے - جب ہوش آیا تو اٹھ کر بیٹھ گیا - لوگ اس سے طرح طرح کے سوال پوچھنے لگے - مگر یہ صرف بھیانک ہو ہو کر ایک ایک کا منہ تاکتا تھا - اور بالکل خاموش تھا - آخر یہ سمجھ کر کہ محض پاگل ہے - سب اس کو چھوڑ کر چلے گئے - تھوڑی دیر تک تو یہ وہیں بیٹھا رہا پھر اٹھ کر یہودیہ کی جانب لوٹا - کئی دن کے بعد جب ایک گاؤں سے نکل رہا تھا - تو کیا دیکھتا ہے کہ ایک فقیر سردی کے موسم میں ننگا اور سر سے پاؤں تک زخموں سے بھرا ہوا - راہ کے کنارے پڑا ہے - اور کتے اس کے گھاؤ چاٹتے ہیں خدا مسیح کو اس بیکس کے حال پر بڑا رحم آیا اور اس کو ایسی بُری حالت میں دیکھ کر اس سے نہ رہا گیا - لوٹ کر پھر اسی گاؤں میں گیا اور اپنا تیسرا جواہر یعنی پکھراج بیچ ڈالا - اور اس زخمی کو وہاں سے اٹھا کر ایک شفاخانے میں لے گیا - اور پکھراج کی قیمت اس کے سپرد کر کے کہنے لگا تم اس سے اپنا علاج زندگی کا انتظام کرنا - اس زخمی نے اس کا نہایت شکریہ ادا کیا - یہ اُسے بہت تسلی دلاسا دے کر اور الوداع کہہ کر وہاں سے روانہ ہو گیا اور بہت برسوں کی آوارگی و مصیبت کے بعد جب یہودیہ کے ملک میں پھر آیا - گاؤں گاؤں اور شہر شہر پھرنے اور یہودیوں کے بادشاہ کو دریافت کرنے لگا - کئی دنوں کے بعد ایک گاؤں میں جا کر وہاں کے لوگوں سے جب دریافت کیا تو ایک شخص نے اس سے کہا کہ کل میں یروشلم میں تھا اور وہاں ایک شخص کو صلیب دی گئی تھی - تو اس کے صلیب کے اوپر کے سرے پر یہ کتبہ لکھا ہوا تھا کہ یہ یہودیوں کا بادشاہ ہے - خدا مسیح یہ سنتے ہی دیوانوں کی طرح یہ گاتا ہوا یروشلم کی جانب بھاگا

غزل

تو پیارا ہے میرے محبوب مصلوب
دلارا ہے میرے محبوب مصلوب
نہیں تجھ بن مجھے ہرگز کسی کا
سہارا ہے میرے محبوب مصلوب
نہیں اک پل ہمیں تیری جدائی۔
گوارا ہے میرے محبوب مصلوب۔
سوائے آپ میری روح کا کون
پیارا ہے میرے محبوب مصلوب۔
یقیناً تیری ان آنکھوں کا تو ہی
ستارا ہے میرے محبوب مصلوب
کہاں تم سا شفیق و یار جانی۔
ہمارا ہے میرے محبوب مصلوب۔
میرے سارے گناہوں کا تو ہی بس
کفارہ ہے میرے محبوب مصلوب۔
یہ شیدا عاشق صادق ہمیشہ۔
تمہارا ہے میرے محبوب مصلوب

شہر کی گلیوں میں دیوانہ وار پھرتا تھا - ضعیف و ماندہ ہر ایک سے پوچھتا تھا کہ میرا مصلوب شاہِ یہود کہاں ہے؟ کہ یکایک ایک بڑا بھونچال آیا - یہ اس وقت ایک بلند دیوار کے نیچے سے گذر رہا تھا - بھونچال سے یہ دیوار گری - یہ بھاگا - مگر افسوس صد ہزار افسوس کہ ایک بڑا سا پتھر اس زور سے اس کی کھوپڑی پر آ کر لگا کہ وہ پاش پاش ہو گئی - اور یہ لہولہان بے ہوش ہو کر زمین پر گرا اور تڑپنے لگا - جس وقت جان نکل رہی تھی بے ہوشی کے عالم میں کہنے لگا افسوس افسوس سب کچھ آخر ہو گیا - اور میں نے اپنے بادشاہ کو نہیں پایا - اس وقت ایک نہایت ہی میٹھی اور شیریں آواز اس کے کان میں پڑی - جو کہتی تھی اے پیارے تو نے تو اپنے بادشاہ کو پا لیا ہے - اس آواز کے جواب میں اس نے پھر کہا - اے خداوند میں نے تجھے کب پایا؟ ہائے ہائے میری تو ساری عمر تیری تلاش میں گئی - اور میرے جواہرات بھی جو میں نے اے خداوند تیرے نذر کو رکھے تھے یوں ہی برباد گئے - افسوس سب آخر ہو گیا اور تو مجھ کو نہ ملا - اس وقت پھر وہی میٹھی آواز آئی کہ اے پیارے دلارے تو نے اپنے بادشاہ کو پا لیا ہے - اور تیرے ان تینوں جواہرات لعل - نیلم - اور پکھراج یعنی جسم

جان و روح کا نمدا! بس جو تو نے میرے غریب بندوں۔ بیواؤں۔ یتیموں اور بیماروں کی خدمت و خبرگیری میں خرچ کر ڈالے مجھ کو نہایت مقبول و پسندیدہ ٹھہرا ہے۔ آنکھیں کھول کہ میں نے سارے غم کے آنسو تیری آنکھوں سے پونچھ ڈالے ہیں۔ فدا مسیح نے جو آنکھیں کھولیں تو اپنے تئیں بہشت میں بچوں کے بادشاہ کی گود میں پایا۔ جو نہایت محبت سے اس کی طرف دیکھتا اور مسکراتا تھا اُٹھ کر قدموں پر گر پڑا۔ بادشاہ نے اسے اُٹھا کر چھاتی سے لگالیا۔ اور ایک جلالی تاج زندگی کا اپنے ہاتھ سے اس کے سر پر رکھا اور فرمایا اے میرے باپ کے پیارے اپنے مالک کے ابدی آرام و خوشی میں شامل ہو۔ فدا مسیح پھر قدموں پر گرا اور سجدہ کیا۔ یہ ہنوز سجدے ہی میں تھا کہ نہایت میٹھے راگوں اور آسمانی باجوں کی آواز اُس کے کان میں آئی۔ مڑ کر کیا دیکھتا ہے کہ لاکھوں لاکھ فرشتوں اور مقدسوں کی ایک بھاری جماعت سروں پر تاج جلالی دھرے قادر مطلق اور برّے کی حمد و ثنا میں باجے بجا بجا کر آسمانی راگوں میں ایک شیریں غزل گا رہی ہے۔ ہمارا دوست فدا مسیح بھی اپنے تاج کو پہنے ہوئے۔ اسی جماعت پاک کے ساتھ شامل ہو گیا اور اُن کی ہم آواز اس شیریں غزل کو گانے لگا

غزل

نہیں ہرگز جہاں میں ہم نے تم سا اور پایا۔
جو دیکھا غور سے عیسیٰ تو تم ہی میں خدا پایا
کہا جو تم نے میں ہوں راہ میں اور باپ مجھ میں ہے
تمہارا قول ہم نے حق سچا بے شبہ پایا
چمکتا نور حق ہے ذات سے تیری میرے نبی
تجھی کو دو جہاں میں ہم نے بس نور خدا پایا۔
تو ہی اوّل تو ہی آخر تو ہی باطن تو ہی ظاہر
جو دیکھا چشم حق بیں سے نہ کچھ تیرے سوا پایا
وہ دل تاریک ہے بیشک نہیں مانوس جو تم سے
تمہیں گر نہ پایا گل جہاں پایا تو کیا پایا۔
ہوا صدقے بلائیں لیکے اس پر رشید ازحمی
یہ گوہر دل بہا پیارا آپ کا جو چاند سا پایا

راقم :۔ امی۔ پی۔ آر رشید

نور یزدانی!

چمک اس بیابان میں جہاں مدت گذری کہ داؤد اپنی بھیڑوں کو لے کر پھرا کرتا تھا۔ رات کو اُس سیاہ تاریکی میں جو بیابان پر ابر سیاہ کی طرح چھائی ہوتی ہے۔ چمک!! چمک اُن گڈریوں کے ارد گرد جو اپنی بھیڑوں کی پاسبانی کر رہے ہیں۔ چمک اُس آسمانی گروہ کے ساتھ ملکر اُن کی آوازوں میں اُن کے شادیانوں میں جو ابن داؤد کو ہوشعنا کہتے ہوئے زمین پر سلامتی و صلح کی خبر لا رہے ہیں۔ چمک بیت الحم کی اس سرائے میں جہاں ہزاروں یہودیوں کا اجتماع ہے۔ اور اُن کی آنکھوں کو روشن کرکے دکھلا دے کہ تمہارا نجات دہندہ آنے والا مسیح آج تمہارے درمیان چرنی میں موجود ہے چمک اس ستارے کی روشنی کے ساتھ ملکر چمک جو کہ مجوسیوں کی رہنمائی کر رہا ہے۔ چمک چمک ہیرودیس کے محلوں پر چمک اور اُس کی آنکھوں کو چندھیا دے۔ گھبرا دے یہاں تک گھبرا کر اُس کے دل پر تیرا رعب بیٹھ جاوے۔ چمک چمک اے نور یزدانی!! چمک۔ دنیا کے بیابان میں بھی چمک گناہ کی تاریکی میں۔ موت کے سائے کی وادی میں۔ ظالموں کے محلوں میں۔ تاریک دلوں میں چمک۔ تاکہ ہر ایک تیری روشنی سے منور ہو کر آج اپنے نجات دہندہ خداوند یسوع مسیح کو پہچانے۔

اے نور یزدانی!! چمک۔ ہمالہ کی بلند چوٹیوں پر۔ دنیا کے پانیوں پر۔ وادیوں۔ جنگلوں اور گھاٹیوں میں۔ چمک تاکہ مسیح کا پرشان جلال ظاہر ہو۔ ہاں چمک میری آواز میں۔ میرے دل میں میری زندگی میں تاکہ میں نہیں بلکہ مسیح مجھ میں زندہ رہے۔

ہاں چمک اسی طرح چمک بجلی کی کڑک میں بادلوں کے شور میں۔ آندھیوں کے زور میں چمک۔ جب تک دنیا قائم ہے۔ اور خداوند مسیح دوبارہ نہ آوے چمک چمک۔

تائب۔ لودیانوی۔

انتخاب الاخبارات

انسانی ہاتھ

جناب کو معلوم ہے کہ میں کون ہوں مجھ میں کیا طاقت ہے۔ میرے کیا اوصاف و کمالات ہیں؟

سرکار۔ میرا نام ہے ہاتھ۔ قدرت نے مجھ کو سب سے ممتاز بنایا۔ مجھ کو تمام جسم کا حاکم مقرر کیا ہے۔ کیونکہ دیگر تمام اعضا اپنے اپنے حس کے لحاظ سے ماتحت ہیں صرف میں ہی ہوں جو آزاد ہوں جناب یہ خودستائی نہیں ہے۔ یہ اظہار صداقت ہے غور فرمائیے۔ بی چشم حضرت گوش بینی بیگم کو روشنی آواز بو کے تئے اپنے خلاف منشا بھی کس طور پر ہمیشہ تیار رہنا پڑتا ہے۔ اُن کی بے بسی کی حالت قابل رحم ہے۔ دیکھئے سرکار۔ بی چشم ہیں۔ کہ ناقابل دید ہولناک نظارہ کی طرف ٹکٹکی لگائے دیکھتی رہتی ہیں اور کچھ نہیں کر سکتی ہیں۔ حضرت گوش ہیں کہ سمع خراش داستان سنتے ہیں اور کچھ نہیں کر سکتے۔ بینی بیگم بس خدانخواستہ کہیں بو سے سابقہ پڑ گیا تو ناک میں دم آ جاتا ہے۔ آخر مجھ سے ہی رومال کیلئے ملتجی ہوتی ہیں۔ ایک اور ہیں ۳۲ دانتوں کے حصار میں رہنے والی زبان۔ یہ بس زبانی ہی جمع خرچ کرنا جانتی ہیں۔ گویا یہ بھی ایک طرح کی مہاسبھا ہیں۔ کہ وہ کرو گیا ریزولیوشن پاس کرتی رہتی ہیں اور عمل کا گزارہ ہی کچھ نہیں۔ یہ احسان فراموش بھی اول درجہ کی ہیں اعلیٰ نفیس میوے اور شیریں مٹھائیوں سے جب لقمہ بنا بنا کر دیتا ہوں تو عیب جوئی شروع کرتی ہیں۔ مصالحہ تیز ہے ذائقہ شیریں نہیں۔ مختصر یہ کہ بغیر ایک نہ ایک نقص نکالے انہیں چین نہیں آتا۔

شاید آپ میری فضیلت پر حرف گیری کریں کہ میں ایک مخنث کا تابعدار ہوں۔ مگر نہیں ایسا نہیں آپ نے غلطی کھائی۔ وہ بھی میری ہی امداد کا محتاج ہے۔ اور جو کچھ بھی میں اس کی حاجت روائی کرتا ہوں وہ بطور ماتحت کے نہیں کرتا بلکہ بطور ایک حاکم قوت کے بطور ایک فیاض ہاتھ کے قوت اور فیاضی جو کہ میرے ذاتی جوہر ہیں۔

کیا آپ دو بالشت لمبی ٹوہی کو ہاتھ سمجھے ہوئے ہیں۔ مگر ایسا ہے تو آپ بے دست ہیں یعنی دست نگر ہیں اور دستگیری کے محتاج ہیں مگر آپ کی ایسی حالت ہے تو آپ اس دست نما بالشت لمبی ٹوہی سے دست بردار ہو کر بارگاہ ونشیو میں دست بستہ درخواست کیجئے کہ آپ کو ایسا ہاتھ دے جس میں ہاتھ ہونے کے تمام اوصاف و کمالات کل ہوں یعنے وہ ہاتھ جو آپ کی آنکھ کی کوری کو دوربین یا خوردبین بنا کر پیدا کر سکتا ہو جو آپ کی ٹانگوں کو تکان سفر سے بچانے کے لئے انجن بنائے جو آپ کا سچا خادم ہو جس سے آپ کو ثواب دارین حاصل ہو۔ ہاتھ ایک ایسا ہاتھ جو کھیت میں ہل چلا کر رزق پیدا کر سکتا ہو جو آپ کو پنجۂ آہنی سے محفوظ رکھ سکتا ہو جو نکات و رموز کو پورا کر سکتا ہو جو ایک قلم لکھ کر تمام دنیا کو آپ کا مطیع کر سکتا ہو۔ ہاتھ اور ایک ایسا ہاتھ جو دنیا میں سکھ اور شانتی پھیلا سکتا ہو مبارک ہو وہ صاحب دست جس کا ہاتھ ایک قلم لیکر مظلوموں کی دادرسی بےکسوں کی وکالت۔ صداقت کا اظہار کر سکتا ہو۔

حضرت دست یہ جہاز یہ ریلوے یہ بیلون یہ قطب نما یہ وائٹ ہوس یہ عالیشان محل یہ باغات یہ تصاویر خانے۔ یہ ممالک المختصر یہ دنیا یہ بزم ہستی تمام آپ کی تعریف میں زبان حال سے رطب اللسان ہیں۔ اے انسان تجھ کو قدرت نے ایک بڑی قدرت طاقت عطا کی ہے۔ تجھ کو ہاتھ عطا کرکے اس نے اپنی عظمت کا بڑا مکمل ثبوت دیا ہے۔ نہیں نہیں قدرت کی فیاضی کے بھروسہ پر غافل مت رہ یہ دو بالشت لمبی ٹوہی ہاتھ نہیں ہے۔ اگر ہاتھ چاہتا ہے تو لولوں کی مدد کر مظلوموں کی دادرسی کے لئے قلم اٹھا بحر تغیر میں ڈوبتے ہوؤں کے لئے ہاتھ بڑھا۔ باطن کو روح حق دکھا۔ اے ایسا [illegible] میں تو نے جس قسم عمل خیر کیا ہے۔ اسی قدر آج تیرے ہاتھ میں طاقت ہے۔ اب اگر تو اس ہاتھ سے دوسروں کی مدد نہ کرے گا تو اس سے محروم ہو جائیگا۔ اگر اس سے لنگڑے کو سہارا نہ دیگا۔ اگر اس سے پاتر دان نہ کریگا۔ اگر اس سے ایشور بھجن نہ کریگا تو یاد رکھنا پھر قدرت کی فیاضی تجھے نہ بخش سکیگی کیونکہ اس کی فیاضی کا انحصار تیرے ہی عمل خیر پر ہے اے انسان دو بالشت لمبی ٹوہی حیوانوں کو بھی ملی ہے۔ مگر کیا وہ صاحب دست ہیں؟ آؤ بارگاہ پرماتما میں دست بدعا ہوں کہ ہم کو ہاتھ عطا ہووے جو کہ اندھے کے لئے آنکھ کا کام دے سکتا ہو جو بہرے کو فصاحت و بلاغت آمیز لکچر سنا سکتا ہو۔ ہے پربھو پاپن ہار ہم بے دست ہیں۔ ہم لولوں کو ہاتھ عطا ہو۔

(آری نیوز)

نورافشاں سوائے جہنم کے خیال کے سب کچھ ٹھیک ہے

عجیب وغریب پاخانے اور مکانات

ناظرین بڑے تعجب کیساتھ معلوم کرینگے کہ دارجیلنگ میں میونسپلٹی نے ایسے پاخانے بنوائے ہیں کہ جو ایک پیسہ ڈالدینے سے کھلتے ہیں اور رفع حاجت کے بعد خود بخود بند ہو جاتے ہیں۔ ٹکٹ بیچنے کی مشینیں تو ہندوستان میں آگئی تھیں۔ لیکن پیسہ دینے سے پاخانہ کا کھلنا اور رفع حاجت کے بعد بند ہو جانا دارجیلنگ ہی میں پہلی بات ہے۔ یہی نہیں بلکہ ایک شخص نے لکھا ہے کہ دارجیلنگ میں برسوں سے ایسے مکانات بن رہے ہیں کہ جن کی چھت دیواریں برآمدے سیڑھیاں یعنی کل چیزیں سیمنٹ اور چونہ سے سانچہ میں ڈھالکر تیار کی جاتی ہیں۔ جنہیں چینی اور پہاڑی کاریگر بناتے ہیں۔ بعض یہ کہ اس قسم کے یعنی سانچے میں ڈھلے ہوئے مکانات کم خرچ اور ٹھنڈے ہوتے ہیں۔ میونسپلٹی دارجیلنگ ایسے مکانات بڑے شوق سے تیار کرا رہی ہے۔ یہ دونوں باتیں میونسپلٹیوں کی دلچسپی کے قابل ہیں۔ انہیں ان کی طرف ضرور توجہ کرنی چاہئے۔ اگر ایسے پاخانوں کا رواج دیا جائے تو نہ صرف صفائی کی حالت بہتر ہو سکتی ہے۔ بلکہ میونسپل آمدنی بھی خوب بڑھ سکتی ہے۔

(شانتی)

* غلط ایڈیٹر

گلدستۂ اخبار

یورپ سے خبر آئی ہے کہ بلباس میں ایک سینی میٹوگراف کے تماشے کے وقت کسی نے یونہی شور مچا دیا کہ آگ لگ گئی ہے۔ اس کو سنکر سب لوگ دروازوں کی طرف ایسے زور سے دوڑے کہ ۳۰ لڑکے اور لڑکیاں اور ۶ عورتیں کچلکر مرگئیں۔

جنگی جہازوں میں افسروں کی بہت کمی ہے۔ اس لئے گورنمنٹ نے ارادہ کیا ہے۔ کہ تجارتی جہازوں کے افسروں میں سے کچھ لفٹننٹ انتخاب کئے جاویں۔

عدن سے خبر آئی ہے کہ وہاں کے مسلمان لوگ ترکی لڑائی کی خبریں بہت شوق سے سنتے ہیں اور انہوں نے اپنے جنگی محکموں میں حکم دیا ہے کہ یونان اور بلغاریہ سے جو مال آوے اس پر دوگنا محصول لیا جاوے۔

شملہ میں بہت برف گری ہے۔ امسال اندیشہ ہے کہ بہت ٹھنڈ پڑیگی۔

بلباس کے سینی میٹوگراف تھیٹر میں اب معلوم ہوا ہے۔ کہ ۵۲ جانیں ضائع ہوئیں اور ۱۵۰ آدمی زخمی ہوئے۔

امریکہ سے خبر آئی ہے کہ وہاں داہین ایونوس میں ایک آٹے کے کارخانہ کا انجن پھٹ گیا اور ۲۳ آدمی جان سے مرگئے۔ اور ۱۰۰ زخمی ہوئے۔

فرانس کے ایک کارخانہ میں جہاں گیس بنتا تھا آگ لگ گئی اور ۳۰ آدمی مرگئے۔

سیب پور میں جو ناؤ کے الٹنے سے بہت سی جانیں ہلاک ہوئی تھیں اس کے فیصلے کے لئے اور نیز اس کے علاج کے لئے تاکہ آئندہ ایسا نہ ہو۔ بنگال کے گورنر صاحب نے ایک کمیٹی بٹھائی ہے۔ اور ان کی رپورٹ تیار ہونے کے بعد پورا انتظام کیا جاوے گا۔

شلانگ کے قریب پہاڑوں میں خاصیہ قوم کے لوگ رہتے ہیں۔ اب ویلش مشن کی کوشش سے عنقریب وہ سب عیسائی بنا چاہتے ہیں۔ یہ مشن ۱۸۴۱ء میں کھولی گئی تھی۔ جس کے ذریعہ سے وہاں بہت لوگوں نے دین عیسوی کو قبول کرلیا ہے اور اب زیادہ لوگ اس کو قبول کرنے کو تیار ہیں ان لوگوں میں کوئی ذات مانی نہیں جاتی۔

سول سروس کے امتحان کے نتیجے کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ولایت کے اچھے ہوشیار لوگوں میں سے بہت کم ہندوستان میں کام کرنا پسند کرتے ہیں۔

انگلستان سے ۱۰ صندوق جن میں سونا بھرا ہوا تھا۔ جو مصر کو بھیجا جانا تھا روانہ ہوئے۔ ان میں سے دو صندوقوں میں بجائے سونے کے رانگا بھرا ہوا پایا گیا۔ چار جگہ پر جہازوں وغیرہ میں یہ صندوق اتارے گئے اور معلوم ہوتا ہے کہ انہی موقعوں پر کسی نے یہ ہوشیاری کی ہے۔ ان صندوقوں میں ۵ ہزار روپیہ کا سونا ایک ایک میں تھا۔

بنگلور میں ایک انگریز مس برنیٹ صاحبہ کو طاعون ہوا اور دو دن میں وہ مرگئیں۔ یہ مقام ہندوستان کے سب شہروں سے عمدہ ہے۔ اور اکثر یہاں بیماری نہیں آتی۔

شملہ ٹون ہال کے ترقی کی نسبت کمیٹی نے رپورٹ کی ہے کیونکہ اس کی حالت خطرناک معلوم ہوتی ہے۔ اس لئے اس میں لوگوں کا جمع ہونا بند کیا گیا ہے۔

دہلی سے آل انڈیا میڈیکل مشن قسطنطنیہ کو روانہ ہوئی مسٹر محمد علی وڈاکٹر انصاری کے ماتحت۔

یہ میڈیکل مشن خاص کی بیماریوں کا علاج کریگی ڈاکٹر لیفنا اور نرسز بھی ساتھ ہونگے۔

بلقانی جنگ کی گفتگوئے امن کے لئے گورنمنٹ عثمانیہ کے تین ڈیلیگیٹ مامور کئے گئے از قسطنطنیہ۔

بلقانی ریاستیں ترکی سے شرائط کا فیصلہ کرکے تب اپنے حصے بخرہ کی گفت وشنید کرینگی

عام خیال ہے کہ گفتگوئے مصالحت میں ترکی ڈیلیگیٹوں کی روش سخت ہوگی نہ کہ ملایم۔

موناسٹر کی فتح میں سرویا نے پچاس ہزار ترکی فوج قید اور معدودے کی شکست اری کو تھی۔

بلگریڈ سے تار خبر ہے کہ موناسٹر میں جو مال غنیمت پایا نو سے کروڑ روپیہ کی مالیت تھا۔

انگلستان میں گورہ فوج نئیں تقسیم کرنے کو تازہ ترین ایجاد کی اور ۵۰ ہزار نئیں خرید کرینگے۔

گورنمنٹ آسٹریا نے ڈھائی کروڑ ڈالر کی ہنڈیاں ناقہ کیں۔ دو سالہ میعادی ہیں۔

حضور کمانڈر انچیف سے چاہا گیا مسلمان فوجوں کو چندہ ٹرکی کے لئے اجازت دیں نامنظور کیا گیا

کیا کرنا ملٹری رواج کے خلاف ہے جائز باتوں کے لئے شخصی چندہ کی منا ہی نہیں ہے۔

مسلمانان پشاور نے مجمرہ وہاں ٹرکی کا چندہ بقدر ۲۷ ہزار وزیر اعظم ٹرکی کو بھیجا ہے

دربار ایتھنز کے وزرائے اٹلی و آسٹریا نے یونان کو ایک نوٹس دیا مضمون قابل غور ہے۔

یونان کو مطلع کیا ہے کہ ویلونیہ پر وہ قابض ہونے نہیں پائیگا بقول اخبار ٹریبونہ۔

قسطنطنیہ میں کہتے ہیں کہ گفتگوئے امن شروع ہونے پر مصورین اڈریانوپل رسدات پاسکینگے۔

یہ بھی خبر ہے کہ ترکی بیڑہ جہازات ڈاڈونلز میں فراہم ہوا ہے ۵ دسمبر کی خبر ہے۔

اس ترکی بیڑے کو حکم دیا گیا ہے۔ کہ بحیرہ ایجین میں یونانی بیڑہ کے ساتھ لڑائی کرے۔

لیکن قسطنطنیہ میں عام خیال ہے کہ بحری جنگ کی نوبت غالباً نہیں آئیگی یہ پیچ ہے۔

صوفیہ کا مینزام سرکاری اخبار لکھتا ہے کہ لڑائی کا متوقفہ بجولی پورا کیا گیا ہے۔

عیسائیوں کے آزاد و ترکی غرض جاتی ہو پس اب لڑائی رکھنا بے فائدہ ہے۔



شعر و سخن

غزل

آئی ہے شب ہر اس جا پہ یوں شتوال وضنات — مسرت ہر طرف ہر ہر جگہ فرحت کا ساماں ہے
یہ انس فقر دنیا میں یہ آیا کون مہمان ہے — خوشی سے خرمی سے سر فرو ہر ایک انساں ہے
خوشی ہے کس طرف سے نسیم فیض ہے آئی — کھلی ہیں ہر طرف کلیاں بہاروں پہ گلستاں ہے
نہیں ہوتے ہیں میزباں جوش مسرت سے — خدا جانے کہیں آمد کا کس کا یہ مہماں ہے
یہ پیدا آج ہیں دنیا میں شاہ جہاں سے ہے — مسیح ہیں جس کی ہر شاہ چمن میں گوہر افشاں ہے
فرشتے ہر طرف ہر سو یہ مژدہ سناتے ہیں — جہاں میں آ گیا عیسیٰ مسیح جو پسر یزداں ہے
ملا کر آسماں والے میں مرد و دو حصہ میں آئے — دل سیاہ شناوروں دل شیطاں لرزاں ہے
مسیح مالک ہر دو جہاں نے ور میں آئے — سوئے دوزخ وہ بڑھ چلا جاتا یہ شیطاں ہے
نکیوں اس قوم کی تحسین کو جوش مسرت ہو — غلامی سے رہا اب ہو گیا یہ بندہ عصیاں ہے
مسرت ہے مرے پہلو میں دل اچھلے نہ کیوں ہر دم — چھڑایا قید سے ہم کو مرے اوپر یہ احسان ہے
مسیح نے دل پہ میرے چھا گیا تھا نا امیدی کا — تولد سے اسی کے پھر ہوا روشن شبستاں ہے
بہایا خون عیسیٰ نے کہ تا ہم کو رہائی ہو — عنایت ہے کرم ہے لطف ہے اس کا یہ احسان ہے
سلیماں کی سنا کرتے شہرت عزت و حشمت — مگر یہ شکروں کا بادشاہ خدا و سلیماں ہے
سیاہ آیا تھا انکا جام جم کی عزت و شاں کا — مگر یہ ابن اللہ بیٹے سے ہی سب عزت و شاں ہے
مسیح کے پسر حق ہو یکی سب بجان و تن کرکے — ہر اک بندہ وہ میرا دو پریشاں ہے مسلماں ہے
انجیل جینے عالی نشاں کے نور عظیم ہے — نجاست سے ہوتا رہ جاتا روز قیامت ہے

لطیف ... کیوں بدلے مسرت سے
ہر اک انسان پہ الطاف کرتا آج رحماں ہے -

اسمٰعیل لطیف - گارڈن مشن کالج - راولپنڈی -

غزل

نصیب ہند کا جاگا مسیح سے دار آتے ہیں — وہ آکر کے اس دنیا کو گناہوں سے بچاتے ہیں
جو لاتا ہے ایمان اس پہ گناہوں سے خلاصی ہے — فرشتے آج ہیں انکی مدد کرنے کو آتے ہیں
خوشی ہے آسماں پہ آج ہو صلح زمیں پہ بھی — رضا مندی ہو انساں سے فرشتے گیت گاتے ہیں

مجوسی آج ہیں آئے وہ پورب سے ہیں چلکر کے — دیا تو جان سونا مر بھی نظریں چڑھاتے ہیں
مجسم ہو گیا کلمہ گناہوں سے بچانے کو — جو لاتا ہے ایماں اس پہ مسیح اسکو بچاتے ہیں
مبارک ہو مبارک ہو ہمیں سب کی طرف آج — کلام اللہ مجسم ہے یہی مژدہ سناتے ہیں -
طاؤس اور طبلہ بجتا ہے عبادت میں خداوند کی — مبارک ہو مسیحیوں کو یہی گانا سناتے ہیں
فرشتے آسماں سے پاس آئے ہیں گڈریوں کے — پتہ ان سے ہی پایا وہ سجدہ کرنے جاتے ہیں
لپیٹا ہو وہ کپڑے میں پڑا ہے بیچ چرنی کے — کیا سجدہ اسے گر کر وہ تعریف اسکی گاتے ہیں

خداوند کی محبت نے ہے مجھ گنہگار کو بچایا -
اب سچے دل سے ہو محبوب وہ عاشق کہلاتے ہیں

سائیں محبوب مسیح - نیشنل مشن سوسائٹی اکاڑہ

غزل مولود مقدس

مسیح محبوب کا آنا مبارک ہو مبارک ہو - — نجات سرمدی لانا مبارک ہو مبارک ہو
نہ ہے قسمت اے بی بی مریم تجھی شہرت دو عالم میں — مبارک نام کا پانا مبارک ہو مبارک ہو
کرو حمد و ثنا اس کی کہ رحمت ہو گئی جس کی — یہ رحمت ہو گئی جسکی مبارک ہو مبارک ہو
وہ ابدی ہے خدا برحق مسیح کا شاہزادہ بھی — ملا یہ تاج شاہانہ مبارک ہو مبارک ہو -

شگفتہ ہوئے گل کہدو مبارک سب مسیحیوں کو
خوشی کے راگ پھر گانا مبارک ہو مبارک ہو -

آپ کا پسندیدہ گل -

میلاد شریف

یہ طلوع ہے وجود ذی الاحتشام کا — بیٹے یسوع منجی عالی مقام کا
خورشید صدق کا ہو طلوع آج صبح میں — طالع ہے برج حمل سے نور الانام کا
میلاد پر مرے ہے نظر عرش و فرش میں — لکھتا ہوں وصف دو نوجہاں کے امام کا
یہ کلمۃ اللہ ہے جو تھی اللہ تعالیٰ فی الازل - — فی الاصل ہے یہ موجد خاص و عوام کا
یہ صبح کا ستارہ ہے اور آفتاب دہر — ظلمت ہے اب کہاں کہاں پردہ ظلام کا
شیطان سر پٹکتا ہے با انقباض خود — شاہد ہے دیکھو در کھلا دار السلام کا
مظہر خدا کا چراغ ہے غم کا مژدہ ہو - — قیوم ہے یہ کون و مکاں میں انام کا
ہادی ہے اور حکمت و ارشاد ہے یہ ہی — شافی ہے اور شافع ہے یوم القیام کا
اعزاز مرسلین ہے اور فخر انبیا — کشاف سر حق ہے مجسم کلام کا
فریاد رس ہے بیکس و پرعیب کا توئی - — نذرانہ کر قبول یہ تسکین غلام کا

حمالدین تسکین ٹبالوی از کلارک آباد -

غزل

کیا خوب گل کھلا ہے آج بوستان میں
زمیں پہ آسماں پہ ستارا چمک گیا
مبارک ہو مبارک ہو ہم سب کی طرف سے
خدا نے گنہگاروں کو ایسا کیا ہے پیار
ہر اک کے دل میں آج بھلا کیوں نہ ہو خوشی
جس کا ذکر ہے پہلے سے نبیوں نے کر دیا
وہ آسماں کو چھوڑ کر آیا زمین پہ۔
کیا خوب آج رونق ہے چرنی میں دیکھئے۔

گھر گھر خوشی ہے ہو رہی دونوں جہان میں
گناہگاروں کے عوض میں آئے جہان میں
کیا خوب یہ صدا آتی ہر ایک کے کان میں
پیدا ہوا ہے آج جو منجی جہان میں
منجی سے جان آگئی ہم سب کی جان میں
کیا ہی مبارک حال اس کے کلام میں
پیدا ہوا ہے مسیح آج بیت الحم میں۔
منجی مسیح کی ہے صدا ہر اک زبان میں

ہے بیربل کی یہ دعا خدائے پاک سے
عمانوایل ہو میرے وردِ زبان میں

بیربل نیشنل مشن سوسائٹی او کاڑہ۔

دو تبا ہم کو ہوا پیدا جہاں شاہ یہود
آگیا وہ جس کے ہم سب منتظر بیٹھے تھے
خشکی جاہے عزیزو اور راحت کی گھڑی
آگیا شاہ جہاں ہو کر مجسم وہ یہیں
کشتیِ ایمان مدت سے بھنور میں تھی پھنسی
آج ہر سو شوق سے عندلیبیں گا رہیں۔

اس کو سنکر دل ہر دوی پارہ پارہ ہوگیا
جس کی آمد کا عدن ہی میں اشارہ ہوگیا
بر گزیدوں کے نئے کا نئی سہارا ہوگیا۔
عرش سے تا فرش تک نوبت نقارہ ہوگیا
اس کی آمد سے ہمیں حاصل کنارہ ہوگیا
دام عصیاں سے رہائی کا نظارہ ہوگیا۔

ہے وہی ماوا ی وملجا اور ہے حق المشیر
دل پہ گل کے ابن اللہ کا اجارہ ہوگیا

گل - ڈیرہ دون

بڑا دن دن دن مبارک

ازقلم منشی بھگوان داس کشتہ ایڈیٹر اخبار نسیم بنارس بابت ۱۹۰۹

نظر جو صبح دم میں نے اٹھائی۔
گریباں چاک تھے جو گل الم سے
ہوئی حیرت مجھے جب دیکھ کے حال
مبارک ہو مبارک ہو مبارک!
مبارک ہو مسیحیوں کو بڑا دن
یہ سن کر خوش ہوا ہاتف سے کی عرض

وہ غنچہ اس رونق گلزار پائی۔
وہ سب اُڑ ہو تھے شبنم کی ردائی
خبر یک صبا نے یہ سنائی
عروس عیش نے صورت دکھائی
دوبارہ تازگی خاطر نے پائی
کہ فکر سال ہے دل میں سمائی

وہ بولا سال حبری ہی اے کشتہ
رقم کر دو کہ ہے نغمہ سرائی

رحمتِ الٰہی

ازمنشی بھگوان داس کشتہ اڈیٹر اخبار نسیم بنارس بابت ۱۹۰۹

غزل

ہے نازیندگی ہر کس کو ذات پاک یزداں پر
بہار آئی ہے کاش اڑ کر پہنچتا بام آسماں پر
نہیں معلوم طاعت کون اسے بندہ کی بھاتی ہو
نہیں بادل برستے ہیں فلک آنسو بہاتا ہے

نہیں موقوف ہندو پر نصارا پر مسلماں پر
مجھے گر عاریت دیتا کوئی مرغ گلستاں پر
تفوق دیتا ہے اللہ جو انساں کو انساں پر
ترس بلبیس کو آتا ہے میری چشم گریاں پر

گذشتہ وصف نورافشاں کا لکھتا ہوں عجب کیا کیا
فلک اخترلٹائے گر مری نظم نورافشاں پر

غزل

مولود مقدس

مسیحا کا آنا نہیں بے سبب ہے
کیا رحم اس نے جو دنیا میں آیا۔
ہوئے انبیا اور صحیفے ہیں لاکھوں
گناہوں میں جو دوبے تھے آ کر جلایا۔

خداوند کی شان کیا ہی عجب ہے۔
حقیقت مسیح کی میاں سب بلب ہو
بجز کوئی یسوع نہیں یاں طلب ہے
یہ احسان تیرا دلوں پر نسب ہے۔

دعا بندگی میں تو مجھ کو لگانا۔
رکھا میں نے گل نام تیرے سبب ہے

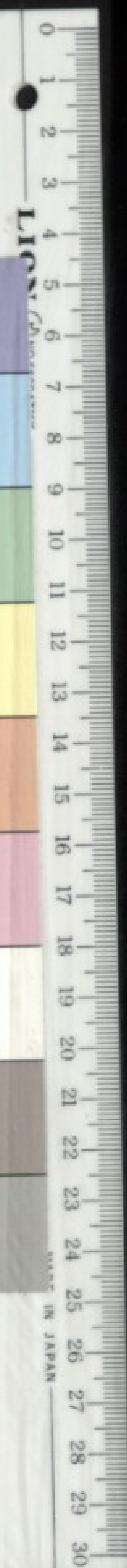
اتھرائیم ۔ سی ۔ نیوٹن گل ڈیرہ دون۔

غزل

پاک مولود ابن مسعود

جو حقیقی نور تھا وہ آشکارا ہوگیا
آ رہے ہیں دور سے ملک مجوسی دید کو

دیکھ لو بیت الحم جائے نظارہ ہوگیا
رہنمائی کے لئے نوری ستارہ ہوگیا



نجومیوں کا بیت اللحم میں حاضر ہونا

ظاہر ہوئے جہاں میں جب عیسیٰ جہاں — دنیا کا حال کیا تھا سناتا ہوں مہربان
سن لو جو حال سے میرا یہ تم بیان — کس طرح غیر قوموں پہ عیسیٰ ہوا عیاں
تاریخ کا بیاں یہ نہایت عجیب ہے
بے مثل بے نظیر ہے سچ مچ غریب ہے

تاریکی گناہ سے بہت حال تھا خراب — اعمال بد سے جھوم رہا سر پہ تھا عذاب
ہر دم یہ خوف تھا کہ ہمیں دینا ہے حساب — اعمال کی کتاب پہ دینگے کیا جواب
یہ سوچتے ہی جان بدن سے نکل گئی
دہشت پڑی جو روح پہ وہ تن سے نکل گئی

دور گناہ چھایا تھا سارے جہان میں — ستانہ وا ابھرتے تھے کون نکالیں
آرام چین تھا کسی کو زمان میں — تھا ورد یا فرع و شر کی زبان پہ
ہر ہر بیکسیا در و مصیبت کا دور تھا
بگڑا ہوا زمانہ کا سارا ہی طور تھا

تاریکی سخت ہو گئی تو دکھا ظہور ہو — اندھیرا ایک آن میں عالم سے دور ہو
نکلے جو مہر عالم سفلی میں نور ہو — یہ تھا خیال فضل خدائے غفور ہو
وعدے ہوئے تھے جو کہ خدا نے خلیل سے
برکات پائینگے سبھی حضرت خلیل سے

پورب میں دیکھا تارا یکو قرباں ہو گئے — سارے نجومی ششدر و حیران ہو گئے
سب عقدے انکے آن میں آسان ہو گئے — بس دیکھتے ہی تابع فرمان ہو گئے
سمجھے کہ آفتاب صداقت طلوع ہوا
ہم پر جو آج نور کرامت طلوع ہوا

مغرب کی سمت چلدئے تارے کو دیکھکر — دل جس جگہ ہو راہ نکل آتی ہے ادھر
دن رات آفتاب صداقت کی تھی فکر — جلدی چلے ہیں وہ آہی تو جہر کر
پورب کا وہ ستارہ ہوا انکا راہنما
کنعان دیس تک ہوا وہ انکا مقتدا

آخر یروشلیم میں وہ پہنچے کشاں کشاں — سختی سفر کی جھیلتے وہ آگئے وہاں
یہ پوچھتے ہوئے وہاں آئے شادماں — شاہ یہود پیدا ہوا ہے وہ ہے کہاں
کنعان کے شاہ کو دیکھنے کی چاہ تھی انہیں
فضل خدا تھا انپہ ملی راہ تھی انہیں

سنکر یہ بات سب میں یہ گھبرا گئے سبھی — شہر یروشلیم میں پڑی کھلبلی بڑی
حیران ہو گئے یہ اچنبھے کی بات تھی — اسکی خبر انہیں تو ابھی تک نہ تھی ملی
بجلی گری ہیرود پہ بے جان ہو گیا
سنتے ہی اس خبر کے وہ حیران رہ گیا

پوچھا فقیہوں سے بلا کر یہ ماجرا — پیدا مسیحا ہوگا بتاؤ کہاں ذرا
کہنے لگے وہ اسمیں کتابوں میں ہے لکھا — اس طور سے نبی نے ہے پہلے سے کہدیا
بیت اللحم میں پیدا مسیحا ضرور ہو
معلوم بات آپکو یہ اب حضور ہو

فوراً نجومیوں کو بلایا ہیرود نے — حیران سبکو کر دیا انکے ورود نے
پھیلایا جال مکر کا اس عنکبود نے — تفتیش کی غرض سے یہ پوچھا حسود نے
کب تمکو وہ ستارہ دکھائی دیا کہو
یہ مژدہ کس جگہ پہ سنائی دیا کہو

جا کر تلاش خوب کرو اسکی چار سو — پھر آکے مجھکو اسکی خبر دینا ہو بہو
یہ بات تمکو صاف میں کہتا ہوں دو بدو — سجدہ کروں نگاہیں بھی اسکے جا کے روبرو
سن یہ بات قافلہ واں سے رواں ہوا
دیکھو ستارہ پھر وہاں انپر عیاں ہوا

وہ مقتدی ستارہ ہوا انکا مقتدا — آگے چلا وہ انکے ہوا انکا پیشوا
بیت اللحم کو لے گیا ہو انکا راہنما — شہزادہ جس جگہ تھا وہاں وہ ٹھہر گیا
واں دیکھکر ستارے کو وہ شادماں ہوئے
اپنے خدا کا شکر کیا کامراں ہوئے

داخل ہوئے جہاں تھا خداوند دو جہاں — مریم کی گود میں تھا وہ شاہ یہودیاں
لوبان سونا مر کیا قربان اسپہ واں — ایسے ہوئے وہ خوش کہ کروں میں کیا بیاں
سجدہ کیا جو پاس قربان کر دیا
صدقے دل اپنا اسپہ اسی آن کر دیا

تفتیش کرنیوالے مسیحا کو پا گئے — بیت اللحم سے منزلیں طے کر کے آگئے
دنیا کو لن ترانی کا مژدہ سنا گئے — حیرت کا پتلا سارے جہاں کو بنا گئے
تھے خوش نصیب جنکو خدا آپ مل گیا
چرنی میں انکو شاہ سما آپ مل گیا

آیا وہ انکے پاس وہ رہتے تھے جو قریب — یہ اسکی قوم اپنی تھی لیکن تھی بد نصیب
کیسی ہے داستان یہ حسرت ہے عجیب — محروم اس سے ہو گئے اسکے جو تھے حبیب
مغرور تھے یہود وہ مردود ہو گئے
عاجز حلیم آئے وہ مسعود ہو گئے

حیرت کی جا ہے دوستو حیرت کا ہے مقام — کسکی مجال ہے کہ کرے اسمیں کچھ کلام
آیا یہود کے لئے شافع فلک مقام — برکات اس سے پا گئے عالم کے خلق عام
محروم گھر کے رہ گئے اپنے غرور سے
باہر کے سیر ہو گئے اسکے حضور سے

پائی خبر ملک سے وطن کو رواں ہوئے — مقصود ہاتھ آگیا وہ شادماں ہوئے
ابن خدائے پاک جو خود مہرباں ہوئے — مقبول ہو گئے وہ عزیز جہاں ہوئے
ابن خدا کے بندے جو منظور ہو گئے
دونوں جہاں میں واعظا مغفور ہو گئے

میلاد شریف

یعنی

نوید بشارت

مرقوم از ثاقب لودیانوی

بادشاہ دو جہاں آتے ہیں آج — مالک کون و مکاں آتے ہیں آج
رہنمائے گمرہاں آتے ہیں آج — چارہ ساز بیکساں آتے ہیں آج
سرور پیغمبراں آتے ہیں آج — بہترین مرسلاں آتے ہیں آج
شاد ہوں فرط طرب سے خستہ دل — دستگیر بیکساں آتے ہیں آج
ہو گئے سب آزاد قید موت سے — فدیۂ اہل جہاں آتے ہیں آج
مرض عصیاں سے شفا دینے کو اب — ہاں! طبیب مہرباں آتے ہیں آج
ہو نہ اے عاصی! تو یوں مضمحل — دوستدار عاصیاں آتے ہیں آج
جس کے قم کہنے سے اٹھیں مردگاں — ایسے اب معجز بیاں آتے ہیں آج

زخم دل سے ہو نہ ثاقب مضطرب
داروئے درد نہاں آتے ہیں آج

قیامت

مرا غنچہ دل کھلا چاہتا ہے
یہ غفلت کا پردہ اٹھا چاہتا ہے
مسیحا کی آمد کے بجتے ہیں ڈنکے
تو پھر اپنے دل سے دمِ حبِ عیسیٰ
نہ منہ پھیر ہرگز تو حکمِ خدا سے
شفا اپنی عیسیٰ سے جا کر طلب کر
ثمر خود وہ پائیگا جو کچھ کریگا
ثمر داورِ حشر ہے منتقم جب
ہدایت سے عیسیٰ کی کر صاف دل کو
خبر گرم ہے یہ کہ وہ آرہے ہیں

گلابِ جگر کے اماں ہوا چاہتا ہے
معما کوئی حل ہوا چاہتا ہے
کوئی دم میں پردہ اٹھا چاہتا ہے
اگر تو فنا سے بقا چاہتا ہے
اگر کچھ تو اپنا بھلا چاہتا ہے
اگر زخمِ دل کی دوا چاہتا ہے
عبث تو کسی کا برا چاہتا ہے
تو پھر کیوں عوض تو دیا چاہتا ہے
جو نظارا اسکا کیا چاہتا ہے
کوئی اب نیا گل کھلا چاہتا ہے

سرِ شام ہی سے ثمر بیکل ہے
خدا جانے دل مجھ سے کیا چاہتا ہے

آسمانی پیغام

ملک نے یہ مریم کو مژدہ دیا ہے
زمانے کی بیٹیوں سے تو اعلیٰ
ترے بطن ٹھہرے ہو گا وہ پیدا
بچائیگا عالم کو وہ معصیت سے
مبارک ہو اہلِ جہاں کو یہ مژدہ
کرو شکر ملکے یہوواہ کا سارے
نہ پائیگا جو داخلِ نا ہوگا
گنہگار و لاؤ مسیحا پایاں
دوا ہے گناہوں کی خونِ مسیحا
ملی ہے خبر یہ فرشتوں سے مجکو

پسندیدہ تجھکو خدا نے کیا ہے
تجھی کو شرف یہ خدا سے ملا ہے
کہ جسکا خدا نے پتہ دیدیا ہے
تو رکھنا مسیح نام حکمِ خدا ہے
کہ منجی ہے جو آج پیدا ہوا ہے
کہ جس نے کرم آج ہم پر کیا ہے
کلامِ مقدس میں یہ لکھا ہے
اسی کو ازل سے ابد تک بقا ہے
مرضِ روح کی وہ دوا و شفا ہے
شفیعِ جہاں آج پیدا ہوا ہے

ثمر ہر بشر کو سنا جا کے مژدہ
کہ منجی ہے جو آج پیدا ہوا ہے

کرسمس ڈے

گئے آتے ہی چمن سے اگلی بادِ خزاں
کونپلے شکلِ گلستاں کی ہے آمد کا محل
مژدہ خالق نے دیا تھا جس کی آمد کا یہاں
انبیا بھیجے گئے جس کی صداقت کیلئے
منتظر جسکے تھے آدم جسکے لئے تھے ملک
حضرتِ انساں سے جو باغِ جنت میں ملا
واسطے جسکے ادا سے بہشت ہوگئے
جسکے ملنے سے ہوئی خلق کھلنے کی رضا
جو کچھ بھی ہوا ہے حضرتِ انساں کے
مسیح کا ظہور ہے جبکہ کرسمس کا ثمر
شاہ بھیجے گئے جو کر مسیحا کی مسیحائی کا
جو خدا نے دیا جہنم سے بچائیگا ضرور
ملکی مصلوب نے دی مسیحا کی خبر
جان دے کر تیری حق کا کیا فدیہ ہے
جان بیچا دام تجھے تیری طرف کر گئے
تاکہ حکمِ خدا ہو جائے عالم گر بھی

جسکے آنے سے ہوئے عالم بنگیا جنت نشاں
چاند سورج جسکے ہیں ہر جا ہے نور افشاں
آج لو پیدا ہوا ہے وہ شفیعِ عاصیاں
آج لو پیدا ہوا ہے وہ شفیعِ عاصیاں
آج لو پیدا ہوا ہے وہ شفیعِ عاصیاں
آج لو پیدا ہوا ہے وہ شفیعِ عاصیاں
آج لو پیدا ہوا ہے وہ شفیعِ عاصیاں
آج لو پیدا ہوا ہے وہ شفیعِ عاصیاں
آج لو پیدا ہوا ہے وہ شفیعِ عاصیاں
اسکے لطف کیلئے ہے کہاں حسنِ بیاں
دیکھیے جسکو فرشتے بھی ہوئے محوِ آسماں
آشکارا ہو گنہگارو جہاں اچھیاں
اب ہمارے سامنے ہے وہ ہری باغِ جناں
ہاں پتہ آساں ہے ہو جائے گر تو مہرباں
اور بچائیں تیرے فرزند سارے بے گماں
ایک پل میں کیا عجب ہو گر بنے شکر گزار

اپنا تو ایماں اسی پہ ہے ہمیشہ سے ثمر
جو ازل سے ہے گنہگار دنکا اک دارالاماں

خداوند مسیح کی ولادت کا مژدہ

رباعی

خداوند یسوع مسیح جبکہ پیدا ہوا
کر دعا ہے شکرِ خالق کا تم
سب کو عیسیٰ کا یہ دن مبارک ہووے
نہ ہوا ہے نہ کوئی ورزا نہ ہوگا

ملائک کی آئی فلک سے ندا
یہ منجی تمہارا رہیگا سدا
گیا زمانہ وہ گھر بار مبارک ہووے
وقت عالم کو یہ ہر بار مبارک ہووے

تمکو لازم ہے یہ پیغامِ عیسیٰ دیسے
آمدِ عیسیٰ منجی سے نصیبہ جاگا

دیدۂ فردوس ہر بار مبارک ہووے
روح القدس ہر آن مبارک ہووے

چال وہ چل جو مناسب ہے مسیحوں کو ثمر
ہو اسی نشہ میں سرشار مبارک ہووے

ثنائے مسیح

تو خدا ہے مسیح۔ مسیح نہیں
نہیں تیرا مثال مرتبہ نہیں
تیری شان تو شانِ خدا ہے مسیح
توہی آبِ حیات و بقا ہے مسیح
تیرا حشمت و جاہ و جلال مسیح
تیرا سب سے جدا ہے جمال مسیح
نہیں کوئی جگہ نہیں تو جہاں
تیرا نام ہے اعلیٰ ہر سارے جہاں
توہی چارہ بیکساں ہے جہاں ہو تو
بجز از خدا ہے نہاں ہو تو
سدا جرم و گناہ سے بچتے رہو
اگر سر میں کو زمیں پے مرتے رہو
تیرے بیرک قدم جو کو دارِ شفا
تو نے بیکسوں کو زندہ کیا
تیرے بعد تو ہی کفارہ ہوا
میرا کام ہے ابھی گوارا ہوا
نہیں ارض و سما میں مثال تیرا
کہ جمالِ خدا ہے جمال تیرا
تیرا رنگ کچھ ایسا خدا سے ملا
تجھے سارے خدا کا بھید ملا
بھلا نام مسیح ذکر کیسے کروں
تیرے بیکسوں سے میں خیال ہوں

کوئی روح قدس سے فصیح نہیں
بلا واسطہ تیرے جز کوئی نہیں
نہیں حق سے کم ہے جدا ہے مسیح
کوئی تجھ سا پیدا ہوا ہی نہیں
تیرا حق سے اعلیٰ جلال نہیں
تیرا جلوہ حق تجھ سا کوئی نہیں
تیرے جلوے سے عیاں نہیں
نہیں جو کچھ بھی شان خدا ہی نہیں
تیرا رب وقت و جہاں ہو تو
اگر جو تجھ سے پیار و محبت نہیں
اسی روح کا ہے میں بندہ
تو جو کچھ ہے کبھی وہ خدا ہی نہیں
تیرے نام سے اسی ہو امیں شفا
سوا تیرے کسی سے شفا ہی نہیں
میرے عصیاں میں تو ہی سہارا ہے
ہم منتشر جسے تو رہا ہی نہیں
میرے دل میں ہے ادا جس کا گمان
سوا تیرے کسی کو بقا ہی نہیں
نہیں ایک سے دوسرا گرچہ
وہ ملا کسی کو ملا ہی نہیں
میرے دل کو ملا ہے کچھ بھی سکوں
وہ ملا ہو گر کہ ملا ہی نہیں